هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

رئیس ایڈیٹر: میر قاسم علی احمدی

فاروق

خاص نمبر

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ۔ ششماہی ۔ سہ ماہی ۔ بیرون ہند
قیمت فی پرچہ ۱؎
ایڈیٹر: شیخ احمد خاں

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۹/۱۶ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱/۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۴۶ و ۴۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۲۶ر دسمبر سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ۔

(۲) آج جلسہ جوبلی خلافت شروع ہو گیا ہے۔ مہمان تو ۲۰ر دسمبر سے آنے شروع ہوئے تھے مگر آج کثرت سے مہمان آئے ہیں۔ ابھی دو تین دن اور بھی آمد مہمانان ہوتی رہے گی۔

(۳) جلسہ گاہ امسال نہایت وسیع پیمانہ پر بنایا گیا ہے۔ لیکن وہ بھی کافی معلوم نہیں ہوتا۔ اور بقول مشہور جائے تنگ است و مردمان بسیار کا نظارہ دکھائی دیتا ہے۔ اللھم زد فزد

(۴) فاروق کا چوبیسواں سال اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ ۷ر جنوری ۱۹۴۰ء کو آئندہ سال کا پرچہ شائع ہوگا۔

(۵) جن دوستوں نے جلسہ سالانہ پر چندہ فاروق بقایا یا آئندہ سال کا ادا نہیں کیا۔ ان کے نام باستثناء چند احباب ۱۵ر جنوری ۱۹۴۰ء کا پرچہ وی پی کیا جائیگا۔ مطلع رہیں۔ پھر جو وی۔پی واپس کردیں گے۔ ان کے نام سے فاروق بند کردیا جائے گا۔

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فیض جاری ہے ترا عام رسولِ عربی
کون ہے لطف سے محروم ترے عالم میں
نازشِ کون ومکاں فخرِ دو عالم تُو ہے
وحی والہام غلامی میں تری پاتے ہیں
زندہ ہوتے تو اطاعت تری کرتے عیسیٰ
پیروی میں تری ملتا ہے خداوند جہاں
دیکھ کر خلق ترا ایک جہاں کے سرکش
تُو نے سب کھول دیئے آ کے رموز و اسرار
تیری تعلیم سے اونٹوں کے چرانے والے
حق و حکمت سے ہیں پُر تیرے فرامین تمام
کامیابی نے قدم چومے ترے آ آ کر
تیرے آنے سے ہُوا کفر جہاں سے زائل
آرزو ہے کہ تری مدح و ثنا میں گذرے
یاد میں تیری گذر جائیں یہی خواہش ہے
شربتِ دید کا اِک جام پلا دے للّٰہ

ہو عطا مجھکو بھی اک جام رسولِ عربی
کس پہ تیرا نہیں انعام رسولِ عربی
اے مِرے بانیٔ اسلام رسولِ عربی
اللہ۔ اللہ ترے خُدّام رسولِ عربی
تجھ پہ نعمت کا ہے اتمام رسولِ عربی
کیوں نہ مانیں ترے احکام رسولِ عربی
بن گئے بندۂ بے دام رسولِ عربی
رہِ حق میں نہیں ابہام رسولِ عربی
بن گئے آسمہ و حکام رسولِ عربی
تیری ہر بات ہے الہام رسولِ عربی
تیرے دشمن رہے ناکام رسولِ عربی
سرنگوں ہو گئے اصنام رسولِ عربی
میری ہر صبح ہر اک شام رسولِ عربی
زندگی کے مِری ایام رسولِ عربی
سُن کے آیا ہوں ترا نام رسولِ عربی

حق تعالےٰ سے دعا ہے کہ ترے صدقے میں
نیک ہووے مرا انجام رسولِ عربی

(حافظ سلیم احمد اٹاوی قادیان)

الحکم کا خلافت جوبلی نمبر

کس قدر دلربا اور دیدہ زیب الحکم کا خاص جوبلی نمبر ۱۰۹ صفحہ پر شائع ہُوا ہے۔ کہ ہر ایک ناظر کو خود بخود اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ مضامین متعلق خلافت و صداقت امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ ایک سے ایک بڑھ کر مدلل و مفصل لکھوائے گئے ہیں۔ اور قریباً اسی بیاسی فوٹو بلاک کی تصویریں جو ہر ایک سلسلہ کی تاریخ میں نمایاں جگہ رکھتی ہے۔ اس نمبر کی شان کو دوبالا نہیں بلکہ چوبالا کر رہی ہیں۔ الحکم جیسا کہ ابتداء سے آج تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کا واحد آرگن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دایاں بازو ہونے کا فخر رکھتا تھا۔ اپنی شان کو اس نے خلافت جوبلی نمبر میں نمایاں کر دکھایا ہے۔ افسوس کہ بوجہ عدم گنجائش میں اس پر پورا ریویو نہیں کر سکا۔ صرف اس دعا پر میں اپنی ذہنیت کا جو الحکم کے اس گولڈن جوبلی نمبر کو دیکھ کر پھر پڑھ کر میرا دل متاثر ہُوا ہے۔ اس کو نہایت ناچیز الفاظ میں پیش کرتا ہُوا اور محترم عرفانی کبیر اور عزیزم عرفانی صغیر کو مبارکباد دیتا ہُوا دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس تحفہ کو اس قدر قبولیت عطا کرے۔ کہ یہ دوبارہ سہ بارہ چھپ چھپکر لاکھوں کی

ص تعداد میں تمام دیار و امصار و ممالک میں پہنچ جائے۔ مجھے احمدیہ جماعت سے جو ایک زندہ قوم اور چار دانگ عالم میں تبلیغ کا جوش اپنے اندر رکھتی اور ہر ایک خادم سلسلہ کی حوصلہ افزائی کرنے والی ہے۔ پوری توقع ہے۔ کہ وہ اس مبارک جلسہ کے بخیر و خوبی اختتام تک موجودہ ایڈیشن اس پرچہ کا ختم کر کے جائیگی۔ اور بہت سے احباب دوسرے ایڈیشن کے منتظر نظر آویں گے۔ یہ تحفہ لاجواب دو قسم کا طبع ہُوا ہے۔ جو اخراجات کے لحاظ سے نہایت مناسب قیمتوں پر دیا جا رہا ہے۔ بعض قسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۹/۱۶ ذیقعد ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۱/۲۸ دسمبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۴۶ و ۴۷

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۹ء

تحریک جدید کے بقایا دار ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء تک بقائے ادا کریں۔ یا مہلت لیں

ورنہ

اُن کے نام فہرست سے کاٹ دیئے جائیں گے

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

تحریک جدید سال ششم کا تو میں اعلان کر چکا ہوں۔ لیکن میں اس سلسلہ میں آج دوستوں کو

اس امر کی طرف توجہ

دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ایک خاصی تعداد ایسے دوستوں کی ہے۔ جنہوں نے گذشتہ پانچ سالوں کے چندوں کے متعلق ابھی تک اپنے وعدوں کو پورا نہیں کیا۔ گو جس قدر تحریکیں اس وقت تک ہوئی ہیں۔ ان میں سے تحریک جدید ہی ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کے نادہندوں اور سستی کرنے والوں کی نسبت چندہ ادا کرنے والوں کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ یعنی جو لوگ نادہند ہیں۔ ان کی پانچ فی صدی سے دس فی صدی تک اوسط رہتی ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے۔ شاید اس سے بھی کم اوسط ہے۔ مثلاً چوتھے سال میں قریباً ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کے وعدے ہوئے۔ اور ان ایک لاکھ پچیس ہزار روپیہ کا وعدہ کرنے والوں میں سے تین چار ہزار کا وعدہ کرنے والے فوت ہوگئے۔ باقی ایک لاکھ بائیس ہزار بلکہ ایک لاکھ بیس ہزار قابل وصول تھا۔ کیونکہ غالباً وفات پانے والوں کے وعدوں کی رقم تین چار ہزار سے زیادہ بنتی تھی۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ دفتر والوں نے یہ اطلاع دی تھی۔ کہ جو روپیہ وصول ہونے کے قابل ہے۔ اس میں سے غالباً ایک لاکھ پندرہ ہزار کے قریب وصول ہوا ہے۔ اس کے علاوہ دو تین ہزار روپیہ کی ایسی رقم ہے۔ جو یقینی طور پر وصول شدہ ہے۔ کیونکہ بعض نے اپنے چندہ کے عوض جائیدادیں دے دی ہیں۔ اور بعض نے ایسی ضمانتیں دے دی ہیں۔ جن سے روپیہ وصول ہونا قریباً یقینی ہے۔ اس طرح اس سال کی ادائیگی

چار فی صدی کے قریب

ہی کم رہ جاتی ہے۔ لیکن بہرحال چار فی صدی کے قریب کمی ہو۔ یا پانچ یا دس فی صدی کے قریب۔ نادہندگی اور بلاوجہ نادہندگی عقل کے بالکل خلاف ہے۔ بعض چندے اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ انسان ان کی وصولی کے لئے دوسروں کے پیچھے پڑا رہتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ ضرور چندہ دو۔ مگر تحریک جدید کے ابتدا میں ہی میں نے اعلان کر دیا تھا۔ کہ اس میں چندہ لکھوانا انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ جو شخص اپنے شوق اور اپنے اخلاص سے اس میں حصہ لینا چاہتا ہے۔ وہ لے۔ مگر جو شخص اپنی مرضی سے اس میں حصہ نہ لے۔ اسے ہم مجبور نہیں کرتے۔ اور نہ کارکن کسی کو مجبور کریں۔ کہ وہ ضرور اس چندہ میں شامل ہو۔ اسی طرح میں نے یہ اعلان بھی کر دیا تھا۔ کہ اس چندہ کا ادا کرنا بھی ہر شخص کی مرضی پر منحصر ہے۔ اگر چندہ لکھوانے کے بعد کسی کے حالات بدل جائیں۔ اور وہ چندہ ادا نہ کر سکے۔ یا چاہے۔ کہ آئندہ اس تحریک میں بالکل حصہ نہ لے۔ تو وہ ہمیں لکھ دے۔ کہ میں اس تحریک میں شامل نہیں رہ سکتا۔ میرا نام کاٹ دیا جائے۔ ہم اس کا وعدہ اپنے رجسٹر میں سے کاٹ دیں گے۔ پس جبکہ تحریک جدید میں چندہ لکھانا بھی ہر شخص کی مرضی پر منحصر ہے۔ اور وعدہ کر کے اپنا نام رجسٹر سے کٹوا لینا بھی ہر شخص کے اختیار میں ہے۔ اور جبکہ دونوں طرف انسان کا اپنا اختیار ہی کام کر رہا ہے۔ تو ایسی صورت میں چار فیصدی کیا اگر ایک فی صدی کی کمی بھی رہتی ہے۔ تو وہ لوگ جو اس کمی کا موجب بنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور گنہگار ٹھیرتے ہیں۔ اسلئے کہ جب چندہ لکھواتے وقت وہ اختیار رکھتے تھے۔ کہ چاہیں تو لکھوائیں اور چاہیں تو نہ لکھوائیں۔ اور جب چندہ لکھوا دینے کے بعد بھی وہ اختیار رکھتے تھے۔ کہ چاہیں تو لکھ دیں۔ ہمارے حالات بدل گئے ہیں۔ اب ہم چندہ نہیں دے سکتے۔ ہمارا نام لسٹ میں سے کاٹ دیا جائے۔ تو انہوں نے نادہند بننے کی بجائے وہ طریق کیوں نہ اختیار کیا۔ جو ان کے لئے کھلا تھا۔ اور جسے اختیار کر کے وہ نادہند اور گنہگار بننے سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ فرض کرو۔ وفات یافتوں اور ان کی موعودہ رقوم کو نکال کر ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ وصول ہونا ضروری تھا۔ مگر وہ لوگ جنہیں ادا کرنے کی توفیق نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے نام کٹوا لئے۔ اور اس طرح

تین چار ہزار کی اور کمی

ہوگئی۔ تو دفتر حساب لگا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ اتنے لوگوں نے چونکہ اپنے نام کٹوا لئے ہیں۔ اس لئے اب اس قدر وصولی ہوگی۔ کیونکہ جو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم چندہ نہیں دے سکتے۔ ہمارا نام کاٹ دیا جائے۔ ہم ان کا نام دونوں طرف سے کاٹ دیتے ہیں۔ وعدہ کرنے والوں میں سے بھی اور نادہندوں میں سے بھی۔ اس صورت میں دفتر والے یہ نہ کہتے۔ کہ ایک لاکھ بائیس ہزار میں سے مثلاً ایک لاکھ اٹھارہ ہزار وصول ہوا ہے۔ بلکہ وہ یہ کہتے۔ کہ ایک لاکھ اٹھارہ ہزار کے وعدے تھے۔ اور ایک لاکھ اٹھارہ ہزار ہی وصول ہوا۔ درحقیقت اگر کسی انسان کے حالات بدل جائیں۔ اور وہ چندہ دینے کی طاقت نہ رکھے۔ تو لازمی چندوں کی عدم ادائیگی کی صورت میں بھی اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کجا یہ کہ اس چندہ کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے وہ گنہگار بنے۔ جو طوعی ہے۔ ہاں اگر کسی کی ایمانی حالت خراب ہو جائے۔ تب بے شک وہ گنہگار ہوگا۔ اسی طرح فرائض کی صورت میں اگر وہ طاقت رکھتا ہوا حصہ نہیں لے گا۔ تو گنہگار ہوگا۔ لیکن ہمارا خدا اتنا تنگدل نہیں۔ کہ وہ کہے۔ کہ خواہ تم میں کچھ بھی طاقت نہ ہو۔ تب بھی تمہیں ضرور چندہ دینا پڑے گا۔ بعض شرائع بے شک ایسی ہیں۔ جن میں اس قسم کی سختی پائی جاتی ہے۔ مگر اسلام میں نہیں۔ چنانچہ

بعض مذاہب کی تعلیم

یہ ہے۔ کہ انسان کا جب تک بیٹا نہ ہو۔ وہ جنت میں نہیں جا سکتا۔ اب بتاؤ۔ بیٹا پیدا کرنا کیا کسی انسان کے اختیار میں ہے؟ کسی انسان کے اختیار میں یہ بات نہیں۔ کہ وہ بیٹا بنا سکے۔ مگر بعض مذاہب میں یہ تعلیم موجود ہے۔ آخر اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا۔ کہ جن کے ہاں بیٹا نہیں ہوتا۔ وہ لے پالک بنا لیتے ہیں۔ اور بعض دفعہ چونکہ انسان لے پالک بنائے بغیر ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی کو لے پالک بنائے فوت ہو جائے۔ اور اسکی بیوی کریا کرم سے پہلے پہلے کسی کو لے پالک بنا لے۔ تو پھر بھی وہ جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ مصیبت اسی لئے آئی۔ کہ ایسا قانون بنایا گیا۔ جو انسان کے اختیار میں نہیں۔ اس کے مقابلہ میں اسلام کو دیکھو۔ ہماری شریعت میں نماز کی کس قدر تاکید کی گئی ہے۔ اتنی تاکید نظر آتی ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و

واٰلہٖ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ جو لوگ بلا وجہ مسجد میں عشاء اور صبح کی نماز نہیں پڑھتے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ اپنی جگہ نماز کے لئے کسی اور کو کھڑا کردوں۔ اور اپنے ساتھ بعض اور لوگوں کو لے کر ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے رکھوں۔ اور ان لوگوں کے مکانوں کو جاکر آگ لگادوں۔ جو عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے۔ اتنا رحیم کریم انسان جو کسی کی ذرا سی تکلیف بھی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ وہ اس بارہ میں اتنی سختی کرتا ہے۔ کہ چاہتا ہے کہ ان لوگوں کے مکانوں کو آگ لگادے۔ جو عشاء اور فجر کی نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتے۔ کیونکہ جب کوئی مسلمان ہوتا ہے۔ تو اپنی مرضی سے ہوتا ہے۔ اور جب وہ اپنی مرضی سے اسلام کو قبول کرنے کے بعد اسلامی قیود کی پابندی نہیں کرتا۔ اور نماز پڑھنے مسجد میں نہیں آتا۔ تو وہ سزا کا مستحق ہے۔ مگر اتنے اہم فریضہ کے متعلق بھی اسلام اجازت دیتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مسجد میں بوجہ معذوری نہیں آسکتا۔ تو وہ گھر میں نماز پڑھ لے۔ اسی طرح یہ اجازت دی۔ کہ اگر کوئی شخص گھر میں کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے الگ۔ الگ نہیں پڑھ سکتا۔ تو جمع کرکے پڑھ لے۔ چنانچہ چار نمازیں ایسی ہیں۔ جو دو دو جمع ہوسکتی ہیں۔ ظہر عصر کے ساتھ اور مغرب عشاء کے ساتھ۔ صرف صبح کی نماز ایسی ہے۔ جو کسی اور نماز کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔ پھر اگر کوئی بیٹھ کر بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو اسے شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے۔ کہ وہ لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ اور اگر اشاروں سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو شریعت اسے اجازت دیتی ہے۔ کہ وہ دل میں نماز پڑھ لے۔ اور اگر وہ بیہوش ہوجاتا ہے۔ اور دل میں بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ تو

اس پر شریعت کوئی حکم

ہی عائد نہیں کرتی۔ اور کہتی ہے۔ کہ اسے نماز معاف ہے۔ تو دیکھو شریعت نے کس قدر نرمی کردی۔ حالانکہ یہ عبادت اس قدر اہم ہے۔ کہ اس کو بلاوجہ چھوڑ دینے والے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نزدیک اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کے گھروں کو آگ لگادی جائے۔

اسی طرح زکوٰۃ کا حکم ہے۔ یہ حکم بھی صرف طاقت رکھنے والوں کے لئے ہے۔ ان کے لئے نہیں جو غریب اور کنگال ہیں۔ اب اگر کوئی شخص کہے۔ کہ میں زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔ تو وہ احمق ہوگا۔ کیونکہ جو شخص طاقت رکھنے کے باوجود کہتا ہے۔ کہ مجھ میں زکوٰۃ دینے کی طاقت نہیں۔ تو وہ ویسی ہی بات کرتا ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ میں چل تو سکتا ہوں۔ مگر مجھ میں چلنے کی طاقت نہیں۔ یا پانی پی تو سکتا ہوں۔ مگر مجھ میں پینے کی طاقت نہیں یا روٹی تو کھا سکتا ہوں۔ مگر مجھ میں روٹی کھانے کی طاقت نہیں۔ اس کے پاس بھی دولت ہے۔ مال ہے۔ مگر وہ کہتا ہے۔ کہ میں دے نہیں سکتا۔ اس کے صاف معنے یہ ہوں گے۔ کہ

وہ ایمان دار نہیں

باقی رہا روزہ اور حج۔ سو روزہ کے متعلق تو شریعت نے کہہ دیا ہے۔ کہ اگر کوئی بیمار ہو۔ یا سفر پر ہو۔ تو وہ ان دنوں کی بجائے دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لیا کرے۔ اور اگر کوئی کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ مگر فدیہ دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو اسے شریعت کہتی ہے۔ کہ تم فدیہ دے دیا کرو۔ اور اگر وہ فدیہ دینے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ اور اس کی جسمانی حالت ایسی ہے۔ کہ وہ ایک روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔ تو چاہے وہ ساری عمر روزہ نہ رکھے۔ اس پر کوئی گناہ نہیں۔

اسی طرح حج کے متعلق قرآن کریم نے من استطاع الیہ سبیلا کی شرط عاید کردی ہے اور من استطاع میں صرف یہی شرط نہیں۔ کہ تم تندرست ہو۔ یا تمہارے پاس روپیہ کافی ہو۔ بلکہ اگر تمہارے پاس حج کے لئے تو روپیہ ہے۔ لیکن تم اپنے بعد اپنے بیوی بچوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کرسکتے۔ تب بھی تم پر حج فرض نہیں۔ تو

استطاعت کا مفہوم

صرف اسی قدر نہیں۔ کہ تمہاری اپنی صحت اچھی ہو۔ اور اخراجات کے لئے تمہارے پاس کافی روپیہ ہو۔ بلکہ جن کا گزارہ تمہارے ذمہ ہے تمہارے لئے ضروری ہے۔ کہ تم ان کا بھی انتظام کرکے جاؤ۔ اور اگر نہ کرسکو۔ تو تم پر حج فرض نہیں اسی طرح جہاد اسلام کے

نہایت ہی اہم احکام

میں سے ہے۔ اور اسی کو اسلام نے ان امور میں سے قرار دیا ہے۔ جو روحانیت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ مگر جہاد کو ارکان اسلام میں اس لئے نہیں رکھا گیا۔ کہ باقی احکام تو ہر زمانہ اور ہر حالت میں قابل عمل ہوتے ہیں۔ مگر جہاد ایک ایسی چیز ہے۔ جس کا اختیار دشمن کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ روزہ رکھنا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ نماز پڑھنا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ زکوٰۃ دینا ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور حج کرنا بھی ہمارے اپنے اختیار کی بات ہے۔ مگر ہمارا یہ اختیار نہیں۔ کہ ہم جب جی چاہے۔ دشمن سے جہاد کرسکیں۔ کیونکہ جہاد اسی وقت جائز ہوتا ہے۔ جب دشمن حملہ کرے۔ اور اسلام کو مٹانے کے لئے کرے۔ تو چونکہ جہاد کا اختیار دشمن کے ہاتھ میں ہے۔ اسلئے اسلام نے اسے ان ارکان اسلام میں نہیں رکھا۔ جن کی پابندی امت پر ہر وقت فرض ہے۔ مگر جس وقت جہاد فرض ہوجاتا ہے۔ اس وقت وہ ویسی ہی اہمیت اختیار کرلیتا ہے۔ جیسے نماز وغیرہ۔ بلکہ بعض اوقات اس کی اہمیت اس سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ جہاد کے موقعہ پر جب خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلامی شریعت نے نمازیں چھوٹی کردی ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے متعلق احادیث سے ثابت ہے۔ کہ بعض دفعہ آپؐ نے

جہاد میں صرف ایک رکعت

پڑھائی اور دوسری رکعت کے متعلق کہہ دیا کہ لوگ الگ الگ پڑھ لیں۔ بعض دفعہ آپؐ آدھے مسلمانوں کو ایک رکعت پڑھاتے۔ اور وہ ایک رکعت پڑھ کر دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہوجاتے۔ اور جنہوں نے نماز ابھی نہیں پڑھی ہوتی تھی۔ وہ آکر دوسری رکعت رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ پڑھ لیتے گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دو رکعت نماز ہوجاتی۔ اور ان کی ایک ایک اور ایک ایک وہ الگ پڑھ لیتے۔ بلکہ بعض روایات سے تو یہاں تک معلوم ہوتا ہے۔ کہ بجائے قبلہ رو کھڑے ہونے کے ایک حصہ مسلمانوں کا دشمنوں کی طرف منہ کرکے کھڑا رہا۔

تو جہاد کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ کہ اس میں نماز کے متداول طریق کو بھی توڑ دیا گیا ہے۔ اسی طرح روزہ ہے۔ جہاد کی حالت میں اس کی اہمیت بھی بدل جاتی ہے۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جہاد پر تشریف لے گئے۔ تو کچھ مسلمانوں نے روزے رکھ لئے۔ اور بعض نے نہ رکھے۔ جب مقام پر پہنچے۔ اور خیمہ لگانے کا وقت آیا۔ تو وہ جنہوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ وہ تو تھک کر جا پڑے۔ مگر جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔ وہ خوب ہمت سے کام کرنے لگ گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ دیکھا۔ تو فرمایا آج

روزہ داروں سے بے روزہ ثواب میں بڑھ گئے

ہیں۔ تو بعض اوقات جب جہاد واجب ہوتا ہے۔ نماز اور روزہ کی ضرورتوں پر اس کی ضرورتوں کو مقدم کردیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہاں تک حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک جہاد کے لئے جارہے تھے۔ کہ آپؐ نے ان مسلمانوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ فرمایا۔ عصر کی نماز میرے پاس آکر پڑھنا جب وہ تیار ہوکر روانہ ہوئے۔ تو راستہ میں ہی عصر کا وقت ہوگیا۔ اور آہستہ آہستہ مغرب کا وقت قریب آگیا۔ یہ دیکھ کر بعض صحابہ نے کہا۔ کہ ہمیں عصر کی نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ وقت جارہا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ منشاء تھوڑا تھا۔ کہ خواہ عصر کا وقت گزر جائے۔ پھر بھی میرے پاس آکر عصر کی نماز پڑھنا۔ مگر دوسروں نے کہا۔ کہ ہم تو

عصر کی نماز

رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ہی جاکر پڑھیں گے۔ خواہ سورج غروب ہوجائے۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ میرے پاس عصر کی نماز آکر پڑھنا۔ چنانچہ بعض نے تو نماز پڑھ لی۔ اور بعض نے نہ پڑھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ان لوگوں کا ذکر ہوا۔ جنہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ تو آپؐ نے فرمایا انہوں نے ٹھیک کیا تو

جہاد کی ضرورت کو مقدم

رکھ لیا گیا۔ اور نماز کو دوسرے وقت پر ڈال دیا گیا ایک اور وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ایسا آیا۔ کہ آپؐ کو چار نمازیں جمع کرنی پڑیں۔ حالانکہ عام قاعدہ کے ماتحت چار نمازیں جمع ہو ہی نہیں سکتیں۔ مگر اس دن ایسی لڑائی شروع ہوئی۔ کہ ختم ہونے میں ہی نہ آئی۔ اور سارا دن گزر گیا۔ حتیٰ کہ ایک ایک رکعت پڑھنے کا بھی موقعہ نہ ملا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طبیعت پر یہ امر بہت ہی گراں گزرا۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ خدا ان کفار کا برا کرے۔ کہ آج انہوں نے ہماری نمازیں خراب کردیں۔ تو جہاد کے لئے نماز کو دوسرے وقت پر ڈال دینا رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور صحابہ رضؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جہاد میں سخت مصروف ہونے کی وجہ سے ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ مغرب کی نماز نہیں پڑھی۔ ہاں عشاء کے وقت سب کو جمع کرلیا۔ حالانکہ عام حالات میں چار نمازیں جمع نہیں ہوسکتیں۔ یہی صحابہ رضؓ کا طریق عمل تھا۔ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پسند فرمایا۔

شام کے وقت عصر کی نماز

پڑھی۔ کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا تھا۔ کہ ہمارے پاس آکر نماز پڑھنا۔ اور ان صحابہ رضؓ نے بھی عہد کر لیا۔ کہ ہم عصر پڑھیں گے تو وہیں پہنچکر۔ پہلے نہیں پڑھیں گے۔ مگر جہاد اتنے اہم فریضہ کے متعلق بھی شریعت نے یہ اجازت دے دی۔ کہ لُولے۔ لنگڑے اور اپاہج اگر اس میں شامل نہ ہوں۔ تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ صحابہؓ جو آپؐ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ راستہ میں وہ کہیں گٹھلیاں کھاتے۔ کہیں پتے کھا کر گذارہ کرتے۔ اسی دوران میں وہ ایک وادی پُرخار میں سے گزرے۔ اس وقت ان کی حالت یہ تھی۔ کہ ان کے پاؤں سے خُون بہہ رہا تھا۔ ان کے کپڑے پھٹے ہوئے تھے۔ اور وہ سخت تکلیف کی حالت میں جا رہے تھے۔ مگر ان کے دل اس تکلیف کے ساتھ یہ فخر بھی محسوس کر رہے تھے۔ کہ انہیں خدا تعالے کے لئے قربانی کرنے کا موقعہ ملا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا۔ مدینہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لوگ ایسے ہیں۔ کہ تم جس وادی میں سے بھی گزرتے ہو۔ اور تکلیفیں اٹھا اٹھا کر ثواب حاصل کرتے ہو۔ وہ مدینہ میں بیٹھے ہوئے لوگ

تمہارے اس ثواب میں برابر کے شریک

ہوتے ہیں۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ یہ کیا کہ قربانیاں ہم کریں۔ تکلیفیں ہم اٹھائیں۔ اور ثواب میں وہ ہمارے شریک ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ یہ وہ معذور اندھے۔ لُولے اور لنگڑے ہیں۔ جو اسلئے جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔ کہ انہیں جہاد میں شامل ہونے کا شوق نہیں تھا۔ بلکہ اسلئے وہ محروم رہے۔ کہ وہ جہاد میں اپنی معذوری کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکتے تھے پس وہ گھر بیٹھے دُکھ اٹھا رہے ہیں۔ اور اس تصور سے غم زدہ ہو رہے ہیں کہ کیوں وہ جہاد میں شریک ہونے سے محروم رہے۔ اور یہی غم ہے۔ جو انہیں اللہ تعالے کے حضور اسی ثواب کا مستحق بنا رہا ہے۔ جو تم کو حاصل ہؤا۔

تو جس قدر اہم سے اہم احکام شریعت ہیں۔ ان تمام میں اللہ تعالے نے سہولت رکھی ہے۔ جب تک کسی انسان کے اندر طاقت رہتی ہے۔ اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ واری کو ادا کرے۔ اور جب طاقت ختم ہو جائے۔ تو اس پر کوئی ذمہ واری عاید نہیں رہتی۔ جب

اہم احکام شرعیہ

کا یہ حال ہے۔ تو جو چندہ پہلے ہی لازمی نہ ہو۔ اور جس میں حصہ لینا انسان کے اپنے اختیار کی بات ہو۔ اس میں اگر کوئی شخص حصہ لیتے لیتے کسی وقت ایسی مشکلات میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ کہ وہ آئندہ کے لئے اپنی شمولیت کو جاری نہیں رکھ سکتا۔ تو اس کا حق ہے۔ کہ وہ اپنا نام کٹوالے۔ اور گناہ سے بچ جائے۔ کیونکہ اس تحریک میں شمولیت بھی اختیاری ہے۔ اور اسمیں سے نکلنا بھی اختیاری ہے۔ ہاں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم دوستوں کو تحریک کرتے رہیں۔ کہ وہ اسمیں حصہ لیں۔ جیسے نوافل پڑھنے واجب نہیں۔ مگر یہ تو نہیں۔ کہ ہم دوسروں کو نوافل کی ادائیگی کی تحریک کرنی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہمارا کام یہی ہے۔ کہ ہم تحریک کرتے رہیں۔ تا کہ جو چست ہیں۔ وہ ثواب حاصل کر لیں۔ پس اس بارہ میں میرا تحریک کرنا یا دفتر والوں کا تحریک کرنا یہ معنی نہیں رکھتا۔ کہ ہم لوگوں کو مجبور کرتے ہیں۔ ہم کسی کو اس میں حصہ لینے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ ہاں ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم لوگوں کو تحریک کرتے رہیں۔ جو لوگ ہماری تحریک پر اس میں حصہ لیں گے۔ انہیں ثواب مل جائے گا۔ اور جو حصہ نہیں لیں گے۔ ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

اس تحریک میں اس وقت تک

پانچ ہزار چھ سَو

دوستوں نے حصہ لیا ہے۔ حالانکہ ہماری جماعت لاکھوں کی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ لاکھوں آدمی گنہگار ہیں۔ ممکن ہے ان میں سے کئی ایسے ہوں جنہیں اس میں حصہ لینے کی توفیق ہی نہ ہو۔ کئی ایسے ہوں۔ جنہیں توفیق تو ہو۔ مگر دل کی کمزوری کی وجہ سے وہ ڈرتے ہوں۔ کہ اگر ہم نے وعدہ کیا۔ تو ممکن ہے اسے پورا نہ کر سکیں۔ اور اس طرح گنہگار ٹھہریں۔ اسی طرح ممکن ہے۔ بعض اور حالات کی وجہ سے اس تحریک میں حصہ نہ لے رہے ہوں۔ مگر بہرحال وہ گنہگار نہیں۔ کیونکہ انہوں نے کوئی وعدہ ہی نہیں کیا۔ مگر

وہ ضرور گنہگار ہے

جو پانچہزار چھ سو میں اپنا نام لکھاتا۔ اور پھر نہ تو اپنے چندہ کو ادا کرتا ہے۔ نہ مہلت لیتا ہے۔ اور نہ معافی لیتا ہے۔ دیکھو صحابہ میں نیکیوں میں حصہ لینے کا کتنا جوش پایا جاتا تھا۔ جس طرح آج تم یہاں جمعہ کے لئے جمع ہو۔ اسی طرح ایک دفعہ صحابہ رضؓ مسجد میں جمعہ کے لئے جمع ہوئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ اور آپؐ نے خطبہ شروع کر دیا۔ جب آپؐ خطبہ فرما رہے تھے۔ تو ایک شخص آیا جس کے جسم پر پورے کپڑے نہیں تھے۔ صرف ایک کپڑا تھا۔ اور وہ بھی پھٹا ہؤا۔ جب وہ بیٹھنے لگا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے سنتیں پڑھی ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ یا رسول اللہ۔ میں تو ابھی کام سے اُٹھ کر آیا ہوں۔ سنتیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ آپؐ نے فرمایا پہلے سنتیں پڑھو۔ اور پھر بیٹھو۔ چنانچہ اس نے سنتیں پڑھیں۔ اور بیٹھ گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خطبہ میں صحابہ رضؓ کو صدقہ و خیرات کی تحریک کی۔ شاید سردی کا موسم آیا ہوگا۔ اور غرباء کو ضرورت ہوگی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو صحابہ رضؓ نے اُٹھ اُٹھ کر گھروں سے زائد کپڑے لانے شروع کر دیئے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے

کپڑوں کا ڈھیر

لگا دیا۔ آپؐ نے وہ کپڑے غرباء میں بانٹنے شروع کر دیئے۔ بانٹتے وقت آپؐ نے اس آدمی کو بھی بلایا۔ اور فرمایا۔ تمہارے پاس لباس نہیں۔ یہ دو چادریں لو ایک کا تہہ بند بنا لو۔ اور ایک اوپر کا جسم لپیٹنے کے لئے رکھ لو۔ جب اگلا جمعہ آیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ پڑھانے لگے۔ تو پھر وہی شخص جلدی جلدی گھبرایا ہؤا آیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پہلے وعظ پر جس قدر کپڑے اکٹھے ہوئے تھے۔ وہ

غرباء کی ضروریات کے لئے

کافی نہ ہوئے تھے۔ اور ابھی اور کپڑوں کی ضرورت تھی۔ اسلئے آپؐ نے خطبہ میں پھر صدقہ کرنے کی تحریک کی۔ اسی دوران میں جب آپؐ نے اس شخص کو آتے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کیا سنتیں پڑھ لی ہیں۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میں تو ابھی آرہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا سنتیں پڑھو۔ اور پھر بیٹھو۔ چنانچہ وہ سنتیں پڑھ کر بیٹھ گیا۔ جب آپ کی تقریر کے بعد چندہ جمع کرنیکا وقت آیا۔ تو وہی شخص آگے بڑھا۔ اور اس نے

ان دُو چادروں میں سے

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہی اسے بطور صدقہ دی تھیں۔ ایک چادر اُتار کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے رکھدی اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ میری طرف سے چندہ ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دیکھ کر ہنس پڑے۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ یہ ہم نے تم کو اپنا جسم ڈھانکنے کے لئے دی تھی۔ تم پھر واپس کر رہے ہو۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میں ثواب میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ثواب تمہیں مل جائے گا۔ یہ چادر اٹھاؤ۔ اور اپنے پاس رکھو۔ دیکھو یہ کسقدر دل پر اثر کرنے والا واقعہ ہے۔ کہ ایک شخص کو ایک مجلس میں صدقہ کے طور پر کپڑا ملتا ہے۔ اور وہ اسی کپڑے کو اسی مجلس میں دوسرے موقعہ پر اپنی طرف سے بطور صدقہ پیش کر دیتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ! یہ میری طرف سے چندہ ہے۔ تو صحابہؓ کے دلوں میں اس بات کی بڑی اہمیت تھی۔ کہ ضرور ہر نیک تحریک میں حصہ لینا ہے۔ ہماری جماعت کو بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے

اسی قسم کی تربیت

ہے۔ اور اسمیں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس وقت دنیا کے پردے پر اور کوئی جماعت ایسی نہیں۔ جو مالی لحاظ سے ویسی قربانی کر رہی ہو۔ جیسی قربانی ہماری جماعت کر رہی ہے۔ ہم کتنا ہی زجر کریں۔ کتنا ہی بعض لوگوں کا شکوہ کریں۔ اس سچائی کا انکار سوائے اندھے اور ازلی شقی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ کہ اس زمانہ میں اس غریب جماعت سے زیادہ خدا تعالے کے دین کیلئے قربانیاں کرنے والا کوئی نہیں۔ ہم میں ہزاروں کمزوریاں ہیں۔ ہم میں ہزاروں عیب ہیں۔ ہم میں ہزاروں نقائص ہوں۔ مگر باوجود ان نقائص کو تسلیم کرنے کے اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں ہماری جماعت میں خدا تعالے کے دین کے لئے ایسی بےنظیر قربانیاں پائی جاتی ہیں۔ کہ قریب زمانہ میں ان کی کوئی نظیر نظر نہیں آتی۔ اور دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ مگر پھر بھی اس فخر اور خوشی کی تکمیل کے جتنے مدارج ہوں ان کے حصول کے لئے کوشش کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور

خدا تعالے کا مقرب

بنانے کے لئے جن مجاہدات کی ضرورت ہے۔ ان کی طرف جماعت کو متوجہ کرنا ضروری ہے۔ پس میں پھر

جماعت کو اس طرف توجہ

دلا دیتا ہوں۔ خصوصاً ان لوگوں کو جو نادہندہ ہیں۔ اور جن کی طرف تحریک جدید کا کئی کئی سال کا بقایا ہے۔ کہ جب ان کیلئے راستہ کھلا تھا۔ کہ وہ اسمیں شامل نہ ہوں۔ تو وہ کیوں شامل ہوئے۔ اور جب ان کے لئے اب بھی اس بات کا راستہ کھلا ہے۔ کہ وہ اپنا نام کٹوالیں۔ تو وہ اپنا نام کیوں نہیں کٹواتے۔ ہمیں اس تحریک کے متعلق یہ نظر آتا ہے۔ کہ اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد پانچہزار کے اردگرد چکر کھا رہی ہے۔ گویا اس میں حصہ لینے والوں کی تعداد اتنی ہی ہے۔ جتنی حضرت مسیح موعودؑ کے کشف میں بیان ہوئی۔ اس کے علاوہ بیسیوں رویا و کشوف اور الہامات اس تحریک کے بابرکت ہونے کے متعلق لوگوں کو ہوئے۔ بعض کو رویا میں رسول کریمؐ نے بتایا۔ کہ یہ تحریک بابرکت ہے۔ بعض کو حضرت مسیح موعودؑ نے بتایا۔ کہ یہ تحریک بابرکت ہے۔ اور بعض کو الہامات ہوئے۔ کہ یہ تحریک بہت مبارک ہے۔

غرض یہ ایک ایسی تحریک ہے۔ جس کے بابرکت ہونے کے متعلق بیسیوں رویا و کشوف اور الہامات کی شہادت موجود ہے۔ اس کے علاوہ

تحریک جدید کے واقعات

اس کشف سے بہت حد تک ملتے جلتے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے دیکھا۔ اور جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ آپؑ کو پانچہزار سپاہی دیا جائے گا۔ چنانچہ شروع سے اسکی تعداد پانچہزار کے گرد چکر کھا رہی ہے۔ مگر رویا سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ تعداد بھی ذرا مشکل سے پوری ہوگی۔ چنانچہ

رویاء

یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک شخص سے کہا۔ کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ اس نے کہا۔ ایک لاکھ تو نہیں مگر پانچہزار سپاہی دیا جائیگا۔ تب آپ فرماتے ہیں۔ میں نے کہا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گو پانچہزار تھوڑے ہیں۔ پر اگر خدا چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔

پس اس رؤیا کا جو انداز ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچہزار تعداد پوری تو ہوگی۔ مگر ذرا مشکل سے۔ اور وہ مشکل ہمیں اب نظر آنے لگ گئی ہے۔ کہ کئی نادہند ہیں جنہوں نے کئی کئی سال سے چندہ دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ مگر ابھی تک انہوں نے اپنے دعویٰ کو پورا نہیں کیا۔ اگر یہ نادہند نکل جائیں۔ تو ہم اصل تعداد معلوم کر کے باقی جماعت کو تحریک کریں۔ اور کہیں۔ کہ بہادرو۔ ذرا ہمت کرو۔ اور اس پانچہزار کی تعداد کو پورا کرو۔ مگر اب ہم کسی صحیح فیصلہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ہمیں نظر تو یہ آتا ہے۔ کہ تحریک جدید میں حصہ لینے والے پانچہزار چھ سو ہیں۔ مگر ممکن ہے۔ کہ وہ چار ہزار چھ سو ہوں۔ اور باقی نادہند ثابت ہوں۔

میں جیسا کہ پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ اگر

تحریک جدید میں حصہ

لینے والوں کی تعداد پانچہزار سے اوپر چلی جائے۔ اور چھ ہزار کے قریب پہنچ جائے۔ تب بھی پیشگوئی کے پورا ہونے میں کوئی نقص نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پانچ اور چھ ہزار کے درمیان کوئی بھی تعداد ہو۔ وہ پانچہزار ہی کہی جائیگی۔ اور کسر کا حصہ شمار نہیں ہوگا۔

پس اگر آٹھ نو سو کے قریب زیادہ بھی ہو جائیں۔ تب بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ پانچہزار کی بجائے چار ہزار نو سو۔ یا چار ہزار نو سو ننانوے سپاہی حاصل ہوں۔ ہاں اگر پانچہزار نو سو یا پانچہزار نو سو ننانوے ہو جائیں۔ تو یہ

کشف کے خلاف نہیں

ہوگا۔ مگر یہ تمام مشکل ہمیں نادہندوں کی وجہ سے پیش آرہی ہے۔ جن کے متعلق ہم یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری لسٹ میں ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً وہ ہماری لسٹ میں نہیں ہوتے۔ اگر وہ نکل جائیں۔ تو ہمیں پتہ لگ جائے۔ کہ ہمیں اس غرض کے لئے کتنی محنت اور کرنی چاہیئے۔

پس جسقدر نادہند ہیں۔ وہ تحریک جدید کے کام میں روک بن رہے ہیں۔ اسلیئے یا تو وہ اپنے اپنے چندہ کو ادا کر دیں۔ اور یا اپنے نام ہمارے رجسٹر میں سے کٹوا لیں۔ تا جماعت کے دوسرے باہمت دوستوں کی طرف ہم توجہ کریں۔ اسی طرح جو سال ختم ہو گیا ہے۔ اسکی میعاد گو ۳۰ نومبر تک ہی تھی۔ مگر پھر بھی جن دوستوں کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ۳۱ جنوری تک اپنے وعدوں کو پورا کر دیں۔ پس آج میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جن دوستوں کے ذمہ تحریک جدید کے گذشتہ چار سال میں سے ایک یا ایک سے زیادہ سالوں کا چندہ ابھی واجب الادا ہے۔ وہ یا تو اپنے وعدوں کو جلد سے جلد پورا کریں۔ اور اگر وہ اپنے وعدوں کو پورا نہیں کر سکتے تو یا ہم سے معافی لے لیں

یا اپنے نام کٹوا لیں۔ تاکہ نہ تو وہ خود گنہگار رہیں۔ اور نہ صحیح لسٹ کے متعلق ہمیں کوئی دھوکا لگے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ہماری نیت دینے کی ہے میں سمجھتا ہوں۔ یہ محض ان کے

نفس کا دھوکا

ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی نیت دینے کی ہوتی۔ اور سالوں گزر جاتے اور ان کی نیت پوری نہ ہوتی۔ بہرحال دو باتوں میں سے ایک ضرور ہے۔ یا تو ان کی نیت ہی درست نہیں۔ یا یہ ہے۔ کہ انہیں توفیق ہی نہیں۔ کہ وہ وعدہ کو پورا کر سکیں۔ اگر دوسری صورت ہے۔ تو انہیں چندہ لکھوانے کا کوئی حق نہ تھا۔ اور اگر چندہ لکھوانے کے بعد ان کی مالی حالت خراب ہوئی ہے۔ تو ان کا کوئی حق نہیں۔ کہ وہ معافی نہ لیں۔ اور صرف اس خیال میں رہیں۔ کہ ہماری نیت دینے کی ہے۔ جو نیت حالات کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ تو کوئی قیمت نہیں رکھتی۔ اگر خالی نیت سے ہی کام چل سکتا ہے۔ تو پھر انہیں پانچ دس روپیہ لکھوانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ جرمنی یا روس کا ملک ہی چندۂ تحریک میں بخش دیتے۔ اور کہہ سکتے تھے۔ کہ گو روس اور جرمنی ہمارے قبضہ میں نہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کو تو طاقت ہے۔ کہ وہ یہ ملک ہمارے حوالے کر دے۔ پس ہم نے یہ نیت کر لی ہے۔ کہ جب وہ ملک ملیں گے ہم تحریک کے چندہ میں ادا کر دیں گے۔ مگر اس قسم کے ہوائی قلعے تیار کرنے اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ میرے نزدیک تو ایسے لوگوں کی نیت اور ان کے وعدے ایسے ہی ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ کوئی

راجہ سخت بخیل

تھا۔ ایک دن اس کے دربار میں کوئی برہمن چلا گیا اور کہنے لگا۔ مجھے پُن دیجیے۔ راجہ تو بخیل تھا ہی۔ اس کا ولیعہد اس سے بھی زیادہ بخیل تھا۔ جب برہمن نے پُن مانگا۔ تو راجہ سخت گھبرایا۔ کہ اب میں کیا کروں۔ کیونکہ برہمن کو کچھ نہ دینا اس کے وقار کے سخت خلاف تھا۔ وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اور سوچتے سوچتے اسے یاد آیا۔ کہ پچھلے سال سرکاری گلے میں سے ایک گائے گم ہو گئی تھی۔ وہی اسے دے دیں۔ چنانچہ وہ وزیر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ وزیر صاحب برہمن صاحب پُن مانگتے ہیں۔ انہیں ہم وہ گائے دیتے ہیں۔ جو پچھلے سال ہمارے گلے میں سے گم ہو گئی تھی۔ یہ اسے ڈھونڈ لیں۔ تو وہ ان کی ہو گئی۔ لڑکے نے جب یہ بات سنی۔ تو اسے فکر ہوا کہ شاید یہ برہمن اس گائے کو تلاش ہی کر لے۔ وہ کہنے لگا والد صاحب پچھلے سال کی گمشدہ گائے آپ اسے کیوں دیتے ہیں۔ اسے وہ گائے کیوں نہ دے دی جائے جو

پرار سال مر گئی تھی

تو یہ تو ویسا ہی وعدہ ہے۔ وعدہ کا وقت گزر جاتا ہے دوسرا سال بھی شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ان کا وعدہ

پورا ہونے میں ہی نہیں آتا۔ میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم خواہ مخواہ گنہگار کیوں بنتے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ کہ تم لیت و لعل کرتے ہو۔ یا واقعہ میں تمہیں ادا کرنے کی توفیق نہیں۔ یا تم نے محض لوگوں کی واہ وا کے لیئے اپنا نام لکھا دیا تھا۔ اور تم نے سمجھا۔ کہ چلو دس سال تک تحریک جدید کی لسٹ میں ہمارا نام تو آتا رہے گا۔ نہ ادا ہوا نہ سہی۔ ان تمام باتوں کو خدا جانتا ہے۔ اور

خدا کے ساتھ ہی تمہارا معاملہ ہے

اگر تم توفیق کے باوجود ادا نہیں کرتے۔ تو تم گنہگار ہو۔ اور یہ گناہ بعض کو دو سال سے ہو رہا ہے۔ بعض کو تین سال سے ہو رہا ہے۔ اور بعض کو چار سال سے ہو رہا ہے۔ اسی طرح اگر تم کو ظاہری حالات کے مطابق توفیق نہیں۔ اور توفیق ملنے کے آثار بھی نظر نہیں آتے۔ تو تم کیوں ہمت نہیں کرتے۔ اور اپنا نام لسٹ میں سے کٹوا کر سلیٹ کو صاف نہیں کر لیتے۔ اس طرح تم گناہ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اور ہم بھی صحیح طور پر یہ اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ کتنے لوگ اس تحریک میں شامل ہیں۔ پس میں

تحریک جدید کے تمام بقایا داران

سے کہتا ہوں۔ کہ اپنے اپنے بقائے ادا کرو۔ اور اگر تم بقائے ادا نہیں کر سکتے تو معافی لے لو۔ اور اپنا نام لسٹ میں سے کٹوا لو۔ لیکن چونکہ عام رنگ میں بات کہہ دینے سے بعض دفعہ فوری طور پر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ اسلیئے میں اب یہ اصول مقرر کر دیتا ہوں۔ کہ پہلے چار سالوں کے تمام بقایا داران کو ۳۱ مئی تک مہلت دی جاتی ہے۔ ۳۱ مئی تک جو لوگ اپنے بقائے ادا نہیں کریں گے۔ سوائے ان کے جو مہلت لے لیں۔ یا

دفتر کی منظوری سے

ادائیگی کا کوئی وقت مقرر کر دیں۔ ان کے نام لسٹ میں سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ اور میں دفتر کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام بقاداران کے بقائے نکال کر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ چٹھی لکھ دے۔ جس میں یہ ذکر ہو۔ کہ آپ کے ذمہ تحریک جدید کا فلاں فلاں سال کا اتنا بقایا ہے۔ ۳۱ مئی تک ہم آپ کو مہلت دیتے ہیں۔ اس عرصہ میں اگر آپ اپنا وعدہ پورا کر دیں گے۔ تو آپ کا نام اس لسٹ میں رہے گا۔ ورنہ ہم سمجھیں گے۔ کہ آپ نادہند ہیں۔ اور ہم اس بات پر مجبور ہونگے کہ آپ کا نام اپنی لسٹ میں سے کاٹ دیں۔

معافی کے طور پر نہیں بلکہ مجرم کے طور پر

مگر اس میں وہ شامل نہیں۔ جنہوں نے مہلت لے لی ہے۔ یا آئندہ مہلت لے لیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو حالات کے مطابق مزید مہلت لے

لیتے ہیں۔ ایسے لوگ گنہگار نہیں۔ کیونکہ انہوں نے دلبری سے کام لیا۔ کہ کہہ دیا۔ کہ ہمیں فلاں مجبوری تھی۔ جس کی وجہ سے ہم وعدہ پورا نہ کر سکے۔ اب فلاں وقت تک مہلت دی جائے۔ پس یہ نوٹس مہلت دینے والوں کو نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کو بھیجا جائے گا۔ جو نہ تو مہلت لیتے ہیں۔ نہ معافی لیتے ہیں۔ اور نہ ہی چندہ ادا کرتے ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کے متعلق

میں اعلان کرتا ہوں۔ اور دفتر کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ ہر ایک کو چٹھی لکھ دے۔ بلکہ اگر ہو سکے تو رجسٹری خط بھیجے۔ تا کسی کو یہ اعتراض نہ رہے۔ کہ مجھے خط نہیں ملا تھا۔ اور سب بقایا داران کو اطلاع دیدے۔ کہ یا تو ۳۱ مئی تک آپ اپنی اپنی رقوم ادا کر دیں۔ اور اگر مہلت لینا چاہیں۔ تو مہلت لے لیں۔ ورنہ اگر نہ تو آپ نے مہلت لی۔ اور نہ ۳۱ مئی تک چندہ ادا کیا۔ تو لسٹ میں سے آپ لوگوں کا نام خارج کر دیا جائے گا۔ اور سمجھا جائیگا کہ آپ نے محض جھوٹی عزت کے لئے اپنا نام لکھا دیا تھا۔ آپ کی نیت یہ نہیں تھی۔ کہ قربانی کر کے

اللہ تعالےٰ کی رضا

حاصل کریں۔ ایسے نادہندوں کی مثال بالکل ویسی ہی ہے۔ جیسے مثنوی رومی میں لکھا ہے۔ کہ کوئی شخص تھا۔ جب وہ اپنے دوستوں میں بیٹھتا۔ تو بڑی بڑی باتیں ہانکا کرتا۔ اور اپنی بڑائی کے اظہار کے لئے عجیب عجیب باتیں کرتا۔ اسکی عادت تھی۔ کہ اس نے گھر میں دُنبے کی چکی کی چربی رکھی ہوئی تھی۔ جب باہر آتا۔ تو تھوڑی سی چربی مونچھوں پر مل لیتا۔ جب لوگ اس سے پوچھتے۔ کہ یہ آپ کی مونچھوں پر چربی کیسی لگی ہوئی ہے۔ تو کہتا آج دنبے کا پلاؤ کھا کر آیا ہوں۔ حالانکہ بھوک سے اسکی آنتیں قل ھو اللہ پڑھ رہی ہوتی تھیں۔ کچھ مدت تو بڑا چرچا رہا۔ کہ فلاں شخص بڑا خوش خور اور اچھی حیثیت کا آدمی ہے۔ ہر روز دنبے کا پلاؤ اور مرغن کھانے کھاتا ہے۔ مگر ایک دن وہ اپنے دوستوں میں بیٹھا ہوا بڑیں ہانک رہا تھا۔ کہ اس کا لڑکا روتا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا۔ ابا وہ چھوٹی سی چربی کی ڈلی جو آپ اپنی مونچھوں پر ملا کرتے تھے۔ چیل اٹھا کر لے گئی ہے۔ اس طرح اس کا سارا تکبر ٹوٹ گیا۔ یہی حال ان نادہندوں کا ہے۔ اور اگر وہ وعدہ پورا کر کے یا معافی لے کر حساب صاف نہ کریں گے۔ تو میں ڈرتا ہوں۔ کہ یہی حال ان کا ہوگا۔ وہ

جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لئے

تحریک جدید میں شامل ہو گئے ہیں۔ ورنہ دراصل وہ تحریک جدید کی ہتک کرنے والے ہیں۔ اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان لوگوں کی صف میں ان کا کھڑا رہنا جو دس سال تک خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اور چندوں کے علاوہ تحریک جدید کا چندہ بھی ادا کرتے چلے جائیں گے۔ خواہ عارضی طور پر ہی کیوں نہ ہو۔ بہت بڑی ہتک کا موجب ہے اور اب ایسے تمام لوگوں کو میں نے نوٹس دے دیا ہے۔ کہ اگر وہ ۳۱ مئی تک اپنی واجب الادا رقوم ادا کر دیں گے۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ وہ تحریک جدید کی مالی قربانی میں حصہ لینے والوں میں شامل رہنا چاہتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے بقائے ادا نہ کئے۔ تو ان کے متعلق یہ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ اس گروہ میں شامل نہیں رہنا چاہتے۔ اور انہوں نے محض جھوٹی عزت اور جھوٹے فخر کے لئے نام لکھا دیا تھا۔ پس وہ اس قابل نہیں ہوں گے۔ کہ ان کا نام عارضی طور پر بھی اس لسٹ میں رہ سکے۔ ہاں جو لوگ مہلت لینا چاہیں۔ وہ لے سکتے ہیں۔ اسی طرح اب جو سال ختم ہوا ہے۔ یعنی تحریک جدید کا پانچواں سال اس کے بقایا داران کو بھی میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ ادائیگی کی فکر کریں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ

۳۱ جنوری تک

اپنے بقایوں کو صاف کر دیں۔ اور اگر ۳۱ جنوری تک ادا نہ کر سکتے ہوں۔ تو مزید مہلت لے لیں غیر ممالک کے لئے آخری میعاد جون تک ہے۔ گو اس سال باہر کی جماعتوں نے بھی کوشش کی ہے۔ کہ ہندوستان کی جماعتوں کے ساتھ ہی اپنے وعدوں کو پورا کر دیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ ایک دوست نے افریقہ سے بذریعہ تار روپیہ بھجوا دیا۔ اس کے بعد ان کا خط آیا۔ کہ میرے پاس روپیہ نہیں تھا۔ مگر میعاد ختم ہو رہی تھی۔ میں نے بعض دوستوں سے ذکر کیا۔ کہ میں اس سال ثواب سے محروم رہا جا رہا ہوں۔ مجھے کچھ قرض دیا جائے۔ تا کہ میں یہ رقم ادا کر دوں۔ چنانچہ ان سے قرض لے کر میں نے تار کے ذریعہ روپیہ بھجوا دیا۔ تا کہ وقت کے اندر پہنچ سکے۔ اسی طرح امریکہ کے دوستوں نے بھی چندہ وقت پر ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ ابھی چند دن ہوئے۔

امریکہ کے نومسلموں کی طرف سے

پونے چار سو روپیہ کا چک تحریک جدید کے چندہ کے طور پر آیا۔ جس سے میں سمجھا۔ کہ ان کی کوشش یہی تھی۔ کہ ہندوستان والوں کے لئے جو چندہ کی جو آخری تاریخ مقرر ہے۔ اس تاریخ کے اندر اندر ان کا وعدہ بھی پورا ہو جائے۔ پس پانچوں سال کے بقایا داران کو چاہیئے۔ کہ وہ ۳۱ جنوری تک اپنا وعدہ پورا کرنے کی انتہائی کوشش کریں۔ اور اگر وہ مزید مہلت لینا چاہیں۔ تو مزید مہلت لے لیں اور جن کے ذمہ ابھی تک پہلے چار سالوں کا بھی بقایا ہے۔ دفتر کو چاہیئے۔ کہ ان تمام کو رجسٹری چٹھیاں بھجوا کر نوٹس دے دے۔ کہ آپ لوگوں کو ۳۱ مئی تک مہلت دی جاتی ہے۔ اس عرصہ تک یا تو اپنے چندوں کو پورا کریں۔ اور اگر نام کٹوانا چاہیں۔ تو نام کٹوا لیں۔ اگر ۳۱ مئی تک نہ تو وہ اپنی رقوم کو ادا کریں گے۔ اور نہ دفتر سے مزید مہلت حاصل کریں گے۔ تو ان کے نام رجسٹر میں سے کاٹ دیئے جائینگے اور سمجھا جائیگا۔ کہ انہوں نے صرف جھوٹے فخر اور جھوٹی عزت کو حاصل کرنا چاہا تھا۔ ان کا منشاء

اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے قربانی

کرنے کا نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نئے سال کی تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی یہ کہا ہوا ہے۔ اور اب پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو قریب عرصہ میں برسر روزگار ہوئے ہوں۔ یا انہیں کوئی اور کام ملا ہو۔ جس سے وہ روپیہ کمانے لگ گئے ہوں۔ وہ اب بھی تحریک جدید میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اور انہیں چاہیئے۔ کہ جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں وسعت دی ہے۔ تو وہ تحریک جدید کے ثواب سے محروم نہ رہیں۔

ایک دوست نے سوال کیا ہے۔ اور وہ میرے نزدیک نہایت ہی معقول ہے۔ کہ میں نے تحریک جدید کے پہلے تین سالوں میں اپنی طاقت اور ہمت سے بہت زیادہ حصہ لیا۔ حتیٰ کہ میرے پاس جس قدر اندوختہ تھا۔ وہ میں نے دے دیا۔ مگر اب میری حیثیت ایسی نہیں کہ میں دوسرے سالوں میں بھی پہلے معیار کو قائم رکھ سکوں۔ مگر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میں ہو جاتا ہوں ادنیٰ۔ اور وہ جنہوں نے ابتدائے تحریک سے بہت معمولی چندہ دے کر شمولیت اختیار کی تھی۔ اور پھر اس پر تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتے رہے۔ وہ سابقون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ اعتراض میرے نزدیک بہت معقول ہے۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ بعض لوگ ایسے ہیں۔ جنہوں نے شروع سے چندہ کم لکھوایا۔ اور بعض ایسے ہیں۔ جنہوں نے پہلے

تین سالوں میں بہت زیادہ

چندہ لکھوا دیا۔ اور اب ان کے لئے یہ مشکل ہے۔ کہ وہ اپنے معیار کو آئندہ سالوں میں قائم نہیں رکھ سکتے۔ مثلاً ایک شخص کی پچاس ساٹھ روپیہ تنخواہ ہے۔ وہ پہلے سال بیس لکھوا دیتا ہے۔ دوسرے سال پچیس۔ تیسرے سال تیس اور اور اسی طرح ہر سال تھوڑا تھوڑا اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ وہ تو اپنے طریق کو آئندہ بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ لیکن بعض ایسے ہیں۔ کہ ان کی تنخواہ تو مثلاً پچاس روپیہ تھی۔ مگر جب انہوں نے یہ تحریک سُنی۔ تو اس سے متاثر ہو کر انہوں نے آٹھ دس سال کا اندوختہ جو تین سو روپیہ کے قریب تھا۔ تین سالوں میں بھجوا دیا۔ پہلے سال مثلاً سَو بھجوا دیئے۔ پھر دوسرے سال سَو بھجوا دیئے۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ وہ تیسرے سال بھجوا دیا۔ اور ان کا اندوختہ سب ختم ہوگیا۔ اب ان کے اندر یہ طاقت نہیں۔ کہ وہ ہر سال سَو روپیہ یا اس پر کچھ اضافہ کر کے دیں۔ کیونکہ انہوں نے پہلے جو سَو روپیہ ہر سال دیا تھا۔ وہ اپنے جمع کردہ روپیہ میں سے دیا تھا۔ ورنہ ان کی ماہوار آمد ایسی نہ تھی۔ کہ وہ اس بوجھ کو برداشت کر سکتے۔ اب ایسے لوگ اگر آئندہ سالوں میں ان قواعد کے مطابق جو سابقون کے متعلق ہیں حصہ نہیں لے سکتے۔ تو وہ سابقون کی لسٹ میں سے نکل جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کم قربانی کی تھی۔ وہ سابقون کی لسٹ میں آجاتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ قربانی انہوں نے زیادہ کی تھی۔ نہ انہوں نے جو شروع سے تھوڑا تھوڑا حصہ لیتے رہے۔ اور پھر اس پر معمولی اضافہ کرتے رہے۔ میں ایسے لوگوں کے متعلق کوئی تجویز سوچ رہا ہوں۔ اب بھی میرے علم میں کوئی ایسا واقعہ آتا ہے۔ تو میں اس شخص کو

سابقون کی لسٹ میں ہی

شامل کرانے کی کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ بعض جگہ ہم ایسے لوگوں کے چندہ کو کئی سالوں میں پھیلا دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ ان کی قربانی ان لوگوں سے بہت زیادہ ہے۔ جو تحریک جدید میں معمولی حصہ لیکر سابقون کی فہرست میں آئے ہوئے ہیں۔ یہ دوست جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ بہت ہی اخلاص سے قربانی کرنے والے ہیں۔ سال پنجم کا روپیہ وہ جلدی ادا نہیں کر سکے تھے۔ میعاد ختم ہونے میں ایک دن رہتا تھا۔ کہ انہیں کہیں سے روپیہ دستیاب ہو گیا۔ انہوں نے اپنی جماعت کے سیکرٹری کو تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملا۔ منی آرڈر بھیجنے کا کوئی وقت نہ تھا۔ وہ اسی وقت گاڑی پر سوار ہو کر قادیان آئے۔ اور انہوں نے میعاد ختم ہونے سے پہلے پہلے اپنا چندہ داخل کرا دیا۔ اب وہ اسی مشکل میں مبتلا ہیں۔ کہ شروع میں ان کے پاس جس قدر اندوختہ تھا۔ وہ انہوں نے تحریک جدید میں دیدیا۔ لیکن اب وہ اس معیار کو قائم نہیں رکھ سکتے۔ انہوں نے ہی یہ سوال اٹھایا ہے۔ اور ان کے علاوہ بھی بعض اور دوستوں نے پوچھا ہے۔ جس کا اصل جواب تو یہ ہے۔ کہ وہ

خدا تعالیٰ کے حضور سابقون کی لسٹ میں

شامل ہیں۔ اگر ہمارے رجسٹر میں وہ سابقون کی لسٹ میں شامل نہیں تو کیا ہوا۔ یہ ہو سکتا تھا کہ ہم آخر میں ہر شخص کی ماہوار آمد کی ساتھ ہی لسٹ دے دیتے۔ اس طرح یہ بات تاریخی طور پر محفوظ ہو جاتی۔ کہ فلاں شخص گو بظاہر اس معیار پر پورا اترنے والوں سے زیادہ ہے۔ مگر اس تجویز میں بھی مشکلات ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کی دو سو روپیہ ماہوار آمد ہو اور پچاس آدمیوں کا بوجھ اس کے سر پر ہے جن کا گذارہ اسی روپیہ میں سے ہوتا ہے۔ اور ایک اور شخص ہے۔ جس کی گو ۲۵ روپیہ تنخواہ ہے۔ مگر وہ اکیلا ہے۔ اس طرح ممکن ہے۔ دو سو روپیہ والا کم قربانی کرے۔ اور ۲۵ روپیہ والا زیادہ۔ حالانکہ دو سو روپے والا کم قربانی پر مجبور ہوگا۔ اور اسکی تھوڑی قربانی بھی زیادہ اہمیت رکھنے والی ہوگی۔ پس یہ تجویز بھی کوئی ایسی مکمل نہیں۔ بہرحال میں اس پر مزید غور کر کے اس بارہ میں کوئی فیصلہ کروں گا۔ اور جس حد تک ان کی دلجوئی ہو سکے گی۔ ان کی دلجوئی کرنے کی کوشش کروں گا۔ (خطبہ جمعہ کو درست کرتے وقت میں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ کہ عام قاعدہ اس بارہ میں کوئی نہیں بنایا جا سکا۔ ہاں جن دوستوں کو یہ مشکل پیش آئی ہو۔ وہ دفتر میں اطلاع کر دیں۔

ہر ایک کے معاملہ پر الگ الگ غور

کر کے جہاں تک ان کی جائز مشکلات ہیں۔ ان کو ملحوظ رکھا جائیگا۔ اور ان کا حق دلانے کی پوری کوشش کی جائیگی (انشاء اللہ) آخر میں میں زمیندار دوستوں کو بھی تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ پچھلے دس پندرہ سال زمینداروں کے گھر خاک اڑتی رہتی تھی۔ اور شہری آرام میں تھے۔ مگر اب شہری تکلیف میں ہیں۔ اور زمیندار آرام میں ہیں۔ جنگ کی وجہ سے روز بروز اشیاء کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ کجا تو یہ حال تھا۔ کہ سوا روپیہ من گندم بکا کرتی تھی۔ اور کجا اب ہوتے ہوتے چار روپیہ من کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اور ابھی چار روپیہ من سے بھی زیادہ تیز ہوگی۔ اسی طرح گنے کی قیمت دگنی ہو گئی ہے۔ کپاس کا بھاؤ بھی دگنے کے قریب بڑھ گیا ہے۔ پس وہ زمیندار جو ترستے تھے۔ اور کہتے تھے کاش ہمارے پاس روپیہ ہوتا اور ہم تحریک جدید میں حصہ لے سکتے۔ اب انکو بھی خدا تعالیٰ نے موقعہ دیا ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ان فراخی کے ایام سے فائدہ اٹھائیں۔ اور

ثواب کا یہ موقع

رائیگاں نہ جانے دیں۔ بلکہ اگر ہو سکے۔ تو پچھلی کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر جنگ نے طول پکڑا اور جیسا کہ حالات سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ جنگ لمبی چلے گی۔ تو لازماً قیمتیں اس سے بھی زیادہ بڑھ جائیں گی۔ پچھلی دفعہ جنگ میں گندم آٹھ روپیہ من تک پہنچ گئی تھی۔ اور کپاس ستر روپیہ من تک اور گو یہ بہت زیادہ اندھیر تھا۔ جسکی طرف اس وقت گورنمنٹ نے توجہ نہ کی۔ مگر اس جنگ میں غالباً گورنمنٹ توجہ کریگی۔ اور اسقدر قیمتیں بڑھنے نہ دیگی۔ مگر بہرحال جنگ کے دنوں میں اشیاء کا نرخ اچھا خاصہ بڑھ جائے گا۔ اور گو گورنمنٹ نرخ کو گرا... کر بھی رکھے۔ تو بھی زمینداروں کو دُگنا سے دس گنا تک قیمت مل جایا کریگی۔ پس ان کو بھی خدا تعالیٰ نے اب موقعہ دیا ہے۔ کہ وہ اپنے دل کی حسرت نکال لیں۔ اور تحریک جدید میں حصہ لیں۔ مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ میں اختلافی مسائل کا آغاز و انجام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر ادارۂ فاروق بھی ایک خاص نمبر شائع کر رہا ہے۔ اور ایڈیٹر صاحب فاروق نے مجھ سے خواہش کی ہے۔ کہ میں بھی اس خاص نمبر کے لئے کوئی مضمون لکھوں۔ افسوس ہے۔ کہ میں اپنی کتاب "سلسلہ احمدیہ" کی تصنیف کی مصروفیت کی وجہ سے اس وقت کوئی علیحدہ مضمون نہیں لکھ سکتا۔ مگر ایڈیٹر صاحب فاروق کی خواہش کو ملحوظ رکھتے ہوئے "سلسلہ احمدیہ" کے مسودہ سے ایک چھوٹا سا حصہ ان کی خدمت میں نقل کر کے بھجوا رہا ہوں۔ تا کہ مجھے اس مبارک تقریب میں شرکت کا ثواب حاصل ہو جاوے۔ خاکسار مرزا بشیر احمد ۱۶/۱۲/۳۹

حضرت خلیفہ اول رضؓ کے زمانہ میں ہی منکرین خلافت کا عقیدہ تین اہم باتوں میں جماعت احمدیہ کے سوادِ اعظم سے جدا ہو چکا تھا۔ یعنی **اول** خلافت کا سوال۔ **دوسرے** یہ سوال کہ آیا حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری ہے۔ یا نہیں۔ اور **تیسرے** حضرت مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ۔ یہ لوگ خلافت کے منکر اور ایک انجمنی نظام کے قائل تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کو اچھا تو خیال کرتے تھے۔ بلکہ ان میں سے اکثر اسے ترقی درجات کے لئے ضروری بھی قرار دیتے تھے۔ مگر نجات کے لئے اسے ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی ان کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ آپ پر ایمان لانے کے بغیر بھی انسان نجات پا سکتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ وہ دوسرے مسلمانوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازہ کو کلیۃً بند خیال کرتے تھے۔ اور اس بات کے مدعی تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود ؑ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ صرف جزوی مشابہت کی وجہ سے استعارہ کے رنگ میں کبھی کبھی اس لفظ کو اپنے متعلق استعمال کیا ہے۔ ان عقائد میں سے مقدم الذکر دو عقیدے تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ظاہر و عیاں ہو چکے تھے۔ مگر نبوت کے متعلق ان اصحاب کے عقیدے نے آہستہ آہستہ تدریجی رنگ میں تبدیلی اختیار کی۔ جس کی پوری پوری تشکیل حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات کے بعد ہوئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود ؑ کے زمانہ کی تحریریں تو خیر صاف ہی ہیں۔ جن میں یہ لوگ کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود ؑ کی نبوت کا اقرار کرتے رہے ہیں۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے زمانہ میں بھی ان میں سے کئی ایک اصحاب نے اپنی تحریرات میں حضرت مسیح موعود ؑ کی نبوت کا اقرار کیا ہے۔ اور اپنے مضمونوں اور تقریروں میں حضرت مسیح موعود ؑ کو نبی کہہ کر پکارتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ مقدم الذکر دو عقیدوں پر قائم رہتے ہوئے یہ لوگ نبوت کے متعلق اپنے عقیدہ کو بدلنے پر مجبور تھے۔ اسلئے انہوں نے آہستہ آہستہ یہ تیسرا عقیدہ بھی تبدیل کر لیا۔

دراصل اس ساری تبدیلی کی تہ میں یہ جذبہ مخفی تھا۔ کہ یہ لوگ موجودہ زمانہ کی پین اسلامک تحریک کے ماتحت اس خیال سے حد درجہ متاثر تھے۔ کہ سب مسلمانوں کو آپس میں مل کر رہنا چاہیئے۔ اور درمیانی اختلافات کو مٹا کر ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ اس خیال کا لازمی نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہ آہستہ آہستہ احمدیت کے ان مخصوص عقائد سے متزلزل ہونے شروع ہو گئے۔ جو ان کے خیال میں احمدیت کو اس زمانہ کے دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ کر رہے تھے۔ ان کا یہ میلان حضرت مسیح موعود ؑ کے زمانہ میں بھی ایک حد تک موجود تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقناطیسی شخصیت نے ہر قسم کے تشتت کے خیال کو دبائے رکھا۔ اور جماعت میں کسی خارجی تحریک کو کامیاب نہیں ہونے دیا۔ اور جماعت کی خصوصیات کو سختی کے ساتھ قائم رکھا۔ لیکن جب آپ وفات پا گئے۔ تو پھر آہستہ آہستہ ان لوگوں کے خیالات نے پلٹا کھانا شروع کیا۔ اور یکے بعد دیگرے احمدیت کے ایک ایک قلعہ کو نقب لگتی گئی۔ سلسلہ کے اندرونی اختلافات کا یہ نظریہ ایسا بدیہی ہے۔ کہ سلسلہ کے مخالفوں تک نے اسے محسوس کیا ہے۔ اور گو طبعاً وہ ساری اندرونی کیفیات کو تو نہیں سمجھ سکے۔ مگر انہوں نے اس بات کو ضرور محسوس کر لیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کی لاہوری پارٹی کا رجحان انہیں آہستہ آہستہ کس طرف لے جا رہا ہے۔ چنانچہ مسٹر ایچ۔ اے والٹر ایم۔ اے سکرٹری آل انڈیا ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن اپنی کتاب احمدیہ موومنٹ میں لکھتے ہیں :-

"سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات یقینی طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اس فرقہ کی لاہوری پارٹی آہستہ آہستہ مسلمانانِ ہند کی مسلم لیگ پارٹی کے اندر جذب ہو جائیگی۔ ہاں اس قدر ضرور ہو گا۔ کہ وہ اپنے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں میں مسیحیت کے خلاف ایک زیادہ زبردست جذبہ لیتی جائیگی۔ اور شاید کسی حد تک مسیح ناصری کی موت کا عقیدہ بھی ساتھ لیتی جائے۔ لیکن اس کے مقابل پر قادیان کی پارٹی آخر تک اسلام کی ایک مستقل اور جداگانہ پارٹی رہے گی۔ اور غالباً اسی حالت میں بڑھتی جائے گی۔"

(ترجمہ از احمدیہ موومنٹ صفحہ ۱۴۰ ایڈیشن سنہ ۱۹۱۸ء)

بدقسمتی سے اس سارے انقلاب کی وجہ یہ ہوئی ہے۔ کہ منکرین خلافت نے سلسلہ احمدیہ کی غرض و غایت اور اس کے مقصود و منتہیٰ کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے صرف اس قدر دیکھا۔ کہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ ایک نیک اور پاکباز انسان ہیں۔ اور اسلام کی تبلیغ کا خاص شوق رکھتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ نے بعض اسلامی عقائد کی ایسی معقول اور حکیمانہ تشریح کی ہے۔ کہ جس سے وہ اعتراضات جو آج کل عام طور پر اسلام کے خلاف ہوتے تھے۔ اسلام کے پاک چہرہ سے دھل گئے ہیں۔ اس جذبہ اور اس احساس کے ماتحت انہوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ مگر انہوں نے احمدیت کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی کبھی یہ غور کیا۔ کہ سلسلہ احمدیہ کس منہاج پر قائم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ احمدیت کے ذریعہ دنیا میں کیا انقلاب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ انقلاب کس رنگ میں پیدا ہو گا۔ اگر وہ ان باتوں کو سمجھتے۔ تو یقیناً وہ اس ٹھوکر سے بچ جاتے۔ جو اب انہیں لگی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ بجائے احمدیت کو موجودہ زمانہ کے اسلام کی طرف لے جانے کے موجودہ اسلام کو احمدیت کی طرف لانے کی کوشش کرتے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے۔ جو بالآخر غالب آنے والی ہے۔ انہوں نے اس بات کو نہیں سمجھا۔ کہ جب خدا تعالےٰ نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو تجدید اسلام کے لئے مبعوث کیا ہے۔ تو اب سنت اللہ کے مطابق بگڑے ہوئے اسلام کو اصلاح شدہ اسلام کی طرف آنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ اصلاح شدہ اسلام بگڑے ہوئے اسلام کی طرف جائے۔ پھر افسوس ہے۔ کہ ان لوگوں نے قوموں کے اتار چڑھاؤ کے فلسفہ کو بھی نہیں سمجھا۔ کیونکہ اگر وہ سوچتے۔ تو انہیں یہ بات آسانی کے ساتھ سمجھ آ جاتی۔ کہ اصلاح کا طریق یہ نہیں ہے۔ کہ ایک قوم دوسری قوم کو بچانے کی خاطر اپنی خصوصیات کو ترک کر کے اس میں جذب ہو جاوے۔ اور نہ ہی کسی قوم کی خصوصیات دوسری قوم میں جذب ہونے سے باقی رہ سکتی ہیں۔ جب کسی کھیت کی فصل پرانی ہو کر خراب ہو جاوے۔ اور اجڑنے لگے۔ تو اسکی اصلاح کا یہ طریق نہیں۔ کہ اسی کھیت کے اندر تازہ بیج بکھیر دیا جائے۔ بلکہ اسکی اصلاح کا طریق یہ ہے۔ کہ اس میں ہل چلا کر اسے صاف کیا جائے۔ اور پھر نیا بیج ڈالا جائے۔ پس بے شک اسلام اور قرآن کا کھیت وہی قدیم کھیت ہے۔ جو پہلے تھا۔ اور قیامت تک وہی قائم رہے گا۔ مگر اسکی موجودہ فصل خراب ہو کر اجڑ رہی ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس کھیت میں دوبارہ ہل چلا کر نیا بیج ڈالا جاوے۔

غالباً منکرین خلافت کے لیڈروں کو یہ بات بھی بھولی نہیں ہو گی۔ کہ جب سنہ ۱۹۰۶ء کے آغاز میں ایک مشہور غیر احمدی جرنلسٹ نے ان تبلیغی اور علمی مضامین سے متاثر ہو کر جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو رہے تھے۔ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو کو عام اسلامی مضامین کے لئے وقف کر دیا جائے۔ اور سلسلہ احمدیہ کے مخصوص عقائد کا اس میں ذکر نہ ہوا کرے۔ اور اس صورت میں اسکی خریداری کی توسیع کے متعلق بڑی بڑی امیدیں دلائی تھیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تجویز کو سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ کیا ہم احمدیت کے ذکر کو الگ کر کے لوگوں کے سامنے مردہ اسلام کو پیش کریں گے۔ اور جب ایک دوسرے موقعہ پر اس بات کا ذکر تھا۔ کہ بعض غیر احمدی مسلمانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گی خواہش ہے۔ کہ احمدی ان کے ساتھ مل جائیں۔ اور سب کام مل کر کریں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدا نے میرے ذریعہ پاک اور صاف دودھ اُتارا ہے۔ تو کیا اب میں اپنے پاک و صاف دودھ کو پھر بگڑے ہوئے اور ناصاف دودھ کے ساتھ ملا دوں؟۔ یہ ایک کیسی سادہ مثال ہے۔ مگر کیسی لطیف اور کیسی حکمت سے پُر۔ بڑا افسوس ہے۔ کہ ہمارے ان بھٹکے ہوئے دوستوں نے ان باتوں کو سنتے ہوئے بھی آنکھیں نہ کھولیں۔

الغرض منکرین خلافت کو ساری ٹھوکر اس بات سے لگی ہے۔ کہ انہوں نے احمدیت کی حقیقت اور اسکی غرض وغایت کو نہیں سمجھا۔ انہوں نے اسے صرف ایک عام اصلاحی تحریک خیال کیا۔ اور اسلیئے اس بات کو کافی سمجھا۔ کہ وہ احمدیت کے اصلاح شدہ خیالات کو لے کر اسلام کے سوادِ اعظم میں پھر جا داخل ہوں۔ مگر یہاں تو بات ہی اور تھی۔ یہاں تو احمدیت کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ میں دنیا کے سارے نظاموں کو مٹا کر جن میں موجودہ اسلام کا بگڑا ہوا نظام بھی شامل ہے۔ ایک نیا نظام قائم کرنے آئی ہوں۔ یہ نیا نظام اسلام ہی کا نظام ہوگا۔ مگر بہرحال نیا ہوگا۔ اور احمدیت کے واسطہ سے قائم ہوگا۔ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرماتا ہے:۔

"ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۹۶)

اسجگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے۔ کہ ہم لوگ دوسرے مسلمانوں سے ہر بات میں جدا رہنا چاہتے ہیں۔ اور کسی بات میں بھی ان کے ساتھ اتحاد پسند نہیں کرتے۔ یہ وہم یقیناً خلاف واقعہ اور خلاف تعلیم احمدیت ہوگا۔ ہم سب مسلمانوں کو اپنا قریب تر بھائی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم اسی کلمہ کو پڑھنے والے اور اسی شریعت پر عمل کرنے والے اور اسی نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی کا دم بھرنے والے ہیں۔ اور ہم تمام مشترک امور میں مسلمانوں کے ساتھ تعاون کرنے اور ان کے دوش بدوش کھڑے ہوکر کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ان کی خدمت کو اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ مگر ہم مسلمانوں کے بگڑے ہوئے عقائد کو اچھا نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ ان کی خاطر اپنے اچھے عقائد کو چھپانے کے لئے تیار ہیں۔ بلکہ ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں۔

اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کہتے رہیں گے۔ کہ اب حقیقی اسلام صرف احمدیت ہی میں مل سکتا ہے۔ اور احمدیت کے ساتھ ہی مسلمانوں کی نجات وابستہ ہے۔ اگر وہ احمدیت کے مخالف رہیں گے۔ اور خدا کے برگزیدہ مسیح کے ساتھ اپنا پیوند نہیں جوڑیں گے۔ تو ہم اس بات کے اظہار سے رک نہیں سکتے۔ کہ اس صورت میں وہ خدا کا مقابلہ کرنے والے ہوں گے۔ اور ان کا قدم ہر لحظہ نیچے ہی نیچے گرتا جائیگا۔ ہم ان کا دل دکھانا نہیں چاہتے۔ مگر ان کو ہوشیار کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے جتھے اور اپنی حکومتوں پر نازاں نہ رہیں۔ کیونکہ خدا کے مسیح نے صاف فرما دیا ہے۔ کہ:۔

"خدا نے یہی ارادہ کیا ہے۔ کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے الگ رہے گا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ"۔ (اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء)

نظامِ خلافت اور اسکی اہمیت

اللہ تعالےٰ نے دنیا میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا جو سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی مقدس اور اہم نظام ہے۔ جس سے لوگوں کی حقیقی رہبری ہوتی ہے اور وہ اس ذریعہ سے ہدایت یافتہ ہوکر اپنے خالق و مالک سے اپنا تعلق پیدا کرتے ہیں۔ اور اسکی رضا کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ لیکن نبی کا بابرکت اور مقدس وجود ہمیشہ نہیں رہتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے اس زبردست قانون کے ماتحت کہ کلّ من علیھا فان (سورۃ رحمٰن) اس کائنات عالم کی ہر شے زوال پذیر ہے۔ اور ہر ایک زندگی ایک معین اور محدود زمانہ تک ہے۔ اس قانون کے ماتحت انبیاء علیہم السلام بھی ایک مقررہ میعاد گذارنے کے بعد اس دار فانی سے رحلت فرما جاتے ہیں۔ اور یہ موقعہ اپنے اندر بہت بڑی اہمیت اور نزاکت رکھتا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں عقیدت مند غم سے دیوانہ ہو رہے ہوتے ہیں۔ صدمہ کی شدت کی وجہ سے ان کی آنکھیں اشکبار اور دل بے تاب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ حضرت حسانؓ کی طرح زبانِ حال سے پکار پکار کر یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔ ؎

کنت السواد لناظری ٭ فعمی علیک الناظر

"کہ اے خدا کے برگزیدہ اور مقدس انسان! تو اپنی عظمت اور پاکبازی کی وجہ سے میری آنکھ کی پتلی تھا۔ آہ صد افسوس! کہ تیری جدائی سے میری یہ آنکھ جاتی رہی"۔

مومنوں کی جماعت اس نازک مرحلہ پر بہت پریشان ہوتی ہے۔ وہ دیکھتی ہے۔ کہ وہ عظیم الشّان کام جس کے لئے خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ انسان مامور کیا گیا تھا۔ ابھی بالکل ناتمام اور اپنی ابتدائی حالت میں ہے۔ کہ اسکی اصل روح رواں کی جدائی کا وقت آن پہنچا۔ غرض یہ موقعہ بڑا ہی خوفناک ہوتا ہے۔ ایک طرف غیروں کی مخالفت انتہائی زوروں پر پہنچی ہوئی ہوتی ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے ان کی حالت بہت کمزور ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ ان سب امور کو عرش سے دیکھ رہا ہوتا ہے۔ وہ ان باتوں کو خوب سمجھتا اور جانتا ہے۔ کہ جس صداقت کا نبی کے ذریعہ سے دنیا میں بیج بویا گیا ہے۔ اسکی آبیاری اور حفاظت کا کیا طریق ہے۔ اور کس طرح سے اس کے شیریں پھل ایمان لانے والوں کو مل سکتے ہیں۔

پس اس نے اس سلسلہ نبوت کی تکمیل کے لئے ایک اور بابرکت سلسلہ کو جاری کیا ہے۔ اور وہ خلافت کا سلسلہ ہے۔ خلیفہ کے معنی کسی کا جانشین اور قائم مقام کے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خلفاء کے ذریعہ سے نبی کے مقاصد کی تکمیل کراتا اور مومنوں کی جماعت کو دین اور دنیا دونوں طور سے کامیاب فرماتا ہے۔ اور انہیں دنیا میں عظمت اور وقعت عطا کرتا ہے۔ سلسلہ خلافت نبوت ہی کی ایک شاخ ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے نبی کی تائید اور نصرت کرتا ہے۔ اور ہر موقعہ پر اسکی رہنمائی کرتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنے خلفاء کی مدد اور رہنمائی بھی کرتا ہے۔ کیونکہ یہ بابرکت نظام بھی اسی کی طرف سے قائم کیا ہوا ہے۔ اور اسکی بشارت بھی اس نے خود ہی دی ہوئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (نور - ۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت سے اس بات کا وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ ان میں پہلے کی طرح سلسلہ خلافت ضرور قائم کرے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ شان و شوکت اور تمکنت والا بنائے گا۔ اور ان کے خوف کے حالات کو امن سے بدل دیگا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی ایک حدیث میں فرماتے ہیں:۔

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین (ابوداؤد کتاب السنۃ)

کہ اے لوگو تم میری سنت کو اختیار کرو۔ اور میرے ہدایت یافتہ اور خلفاء کی سنت پر قائم رہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور جب سے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ ...... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے۔...... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ ...... غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبی کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ...... خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ رضؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ ...... ایسا ہی حضرت موسیٰ عؑ کے وقت میں ہوا.... ایسا ہی حضرت عیسٰی علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ساتھ معاملہ ہوا۔ ... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے ...... سو اب ممکن نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کردے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔" (الوصیت)

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ خلافت کا عہد بھی نبوت کی ہی ایک شاخ ہوتا ہے اور اسی میں الٰہی امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔ جن کی داغ بیل عہد نبوت میں ڈالی جا چکی ہوتی ہے۔ اور اس مبارک نظام سے اللہ تعالےٰ مومنوں کے دلوں کو سکینت اور طمانیت بخشتا ہے۔ اور دنیا میں ان کی عظمت و وقعت کو قائم کرتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ تاریخ اسی امر پر شاہد ہے۔ اور خلفاء کی زندگیوں میں اس امر کا شاندار ثبوت ملتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات پر جب ابھی اسلام کی تعلیم اور تربیت بالکل ابتدائی مرحلہ پر تھی۔ اور اس کے بیرونی دشمن بھی اسی تاک میں تھے۔ کہ کسی طرح اس شاخ کو مسل کر ملیامیٹ کر دیا جائے۔ اس وقت عرب کا ایک کثیر حصہ اسلام سے روگردان ہوگیا۔ اور نہایت ہی خطرناک حالت پیدا ہوگئی۔ اور اسلام اپنے اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے بالکل محصور نظر آنے لگا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس خطرہ اور خوف کو خلافت کے بابرکت نظام سے دور کیا۔ حضرت ابوبکرؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور نہایت ہی قلیل عرصہ میں اس سارے فتنہ کا قلع قمع کر کے رکھ دیا۔ اور نہ صرف یہ کہ امن کی حالت پیدا ہوگئی۔ بلکہ اسلام کی پہلے سے بھی ترقی ہوئی۔ اور دشمنوں کے دل میں اس کا رعب اور دبدبہ بیٹھ گیا۔ اسی طرح بعد کے زمانہ میں اسلام نے خلافت کے سایہ میں جو عظیم الشان فتوحات حاصل کیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جس عروج پر پہنچایا۔ اس کی تفصیل اس مختصر مضمون میں نہیں بیان ہو سکتی۔ پھر اسلام کا وہ ناتوان اور کمزور سا پودا جسے دشمن حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے تھے۔ کہ اس کا کیا ہے۔ جب چاہیں گے۔ اسے مسل کر رکھ دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید سے خلافت کے مبارک عہد میں اس قدر بڑھا اور مضبوط و توانا ہوا۔ کہ تمام دنیا پر اس کا سایہ پڑنے لگا۔ اور ایک وسیع خطۂ عالم پر وہ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ چھا گیا۔ اور ایران اور روما کی بڑی بڑی طاقتور سلطنتیں اس میں جذب ہو کر رہ گئیں۔ خلافت کا یہ بابرکت نظام جب تک قائم رہا۔ اس وقت تک اسلام کی فتوحات اور ترقی بھی جاری رہی اور جب مسلمانوں نے اس نظام کو ترک کر دیا۔ اور خلافت کی بجائے سلسلہ امارت کو قائم کر لیا۔ تو پھر ان کی ترقی کی رو رک گئی۔ اور ایک زمانہ کے بعد زوال آنا شروع ہو گیا۔ اور یہ زوال اس حد تک آیا۔ کہ ان کی دینی اور دنیوی حالت پھر بد سے بدتر ہوگئی۔ اور ان پر تاریکی کے سیاہ بادل پھر سے امڈ آئے۔

تاریکی کی یہ حالت دائمی نہ تھی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پھر جوش میں آئی۔ اور اس نے اس زمانہ میں پھر روحانی بارش کو دنیا پر برسایا۔ اور وہ مبارک اور مقدس وجود مبعوث فرمایا۔ جس کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ سے پہلے آنے والے انبیاء نے دی ہوئی تھی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کا وہ برگزیدہ مامور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر مردہ دلوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی۔ اور صدیوں سے تاخت و تاراج ہونے والوں کو پھر ایک قوت عمل عطا کی۔ اس مبارک اور مقدس وجود کے ذریعہ سے پھر خلافت کا مبارک نظام قائم ہوا۔ اور خدا تعالےٰ اس کے ذریعہ سے دن بدن اسلام کی شان و شوکت کو بڑھا رہا ہے۔ اور گو ابھی اس کے مکمل ظہور کے لئے تو مستقبل کا زمانہ مقدر ہے۔ مگر آج بھی دور بین نگاہیں اس کی آمد کو محسوس کر رہی ہیں۔ اور وہ دیکھ رہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر نے بہرحال پورا ہو کر رہنا ہے۔ اور آسمان پر فرشتے اس کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ اور اس آسمانی نظام کے قیام کو زمینی طاقتیں روک نہیں سکتیں۔

آج حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے عہد مبارک میں ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ کس طرح اللہ تعالےٰ کی وہ بشارتیں پوری ہو رہی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کی تھیں۔ اور جن میں اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی شان و شوکت اور اس کی عظمت و سطوت کا ذکر ہے۔ اسلام کی ترقی دن بدن زوروں پر ہے۔ مجاہدین کی تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں اور دنیا کے وسیع خطہ میں تبلیغ احمدیت کا ایک جال بچھا دیا گیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا یہ الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" بڑی آب و تاب سے پورا ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔ اور اکناف عالم میں پھیل رہی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی اس بشارت کے ماتحت ہو رہا ہے۔ جو اس نے قبل از وقت اس برگزیدہ خلیفہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر فرمائی تھی۔ کہ "تجھے مبارک ہو۔ کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ... وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ ... فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (تذکرہ [illegible])

قدرت ثانیہ کے اس مبارک ظہور پر آج پچیس سال کا عرصہ پورا ہو رہا ہے۔ اور اس عرصہ میں اللہ تعالےٰ نے آپ کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کی جو ترقی فرمائی ہے۔ اور اس کی شان اور عظمت کو قائم کیا ہے۔ وہ بے انداز اور بے نظیر ہے۔ اور اسے دیکھ کر بے اختیار دل سے یہ دعا اٹھتی ہے۔ کہ اے حسن و احسان میں حضرت مسیح پاک کے نظیر! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی بے انتہا برکات ہوں۔ کہ تیرے مبارک وجود کے ذریعہ ہم خدا کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے وارث بنے۔ اور اے خدائے قدوس تیری رحمتیں بے شمار ہیں۔ اور تیرے فضل غیر محدود۔ تیرے حضور میں ہماری یہ عاجزانہ التجا ہے۔ کہ تو اس بابرکت خلافت کا سایہ ہم پر دیر تک قائم رکھنا۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اس سے متمتع و مستفید فرمانا۔ اور حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور عافیت اور زندگی میں برکت دینا۔ آمین ۔ سہ یہ سلامت رہے ہزار برس ۔ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار۔ والسلام۔ خاکسار ملک محمد عبداللہ مولوی فاضل قادیان۔

احمدی جماعت کے لئے الٰہی فضلوں کے نزول پر عید

کوئی قوم کسی عظیم الشان نعمت کی یادگار میں خوشی کا تہوار منائے۔ تو اسے عید کہتے ہیں۔ عید کے دن کا معین ہونا دو طرح پر ہے۔ یا اللہ تعالےٰ کی طرف سے یا قوم کی اپنی طرف سے جو دن اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقرر ہو اسے دوام حاصل ہوگا۔ اور قوم کے معین شدہ روز کو ہمیشگی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ وہ وقتی طور پر قوم ایک یوم منائے گی۔ کیونکہ قوم کے اختیار میں نہیں۔ کہ اس دن کو بار بار لا سکے۔ دائمی عید کی مثالیں اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ جو کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہی معین ہیں۔ سو ان کو دوام بھی حاصل ہے۔ عید الفطر کا مفہوم یہ ہے۔ کہ قرآن جیسی نعمت عظمیٰ رمضان المبارک میں مسلمانوں کو نصیب ہوئی۔ تو یادگار کے طور پر نعمت کے شکریہ میں مسلمانوں پر رمضان کے روزے اور سارے مہینہ میں قرآن پاک کا دہرانا حصول رضا الٰہی کے لئے مقرر کر دیا گیا۔ لقاء اور رضا الٰہی حاصل ہو جانے کے شکریہ میں عید الفطر کا دن مقرر کر دیا گیا۔ تا کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے اللہ تعالےٰ کے بندے سربسجود ہو کر شکر نعمت کریں۔ اور اپنے کھانے پینے میں بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہ ہمارے رب نے اپنے لقاء کی ہمیں توفیق دی۔ اما بنعمت ربک فحدث کے عامل ہوں۔ یعنی اپنے رب کی نعمت کا اظہار کر۔ یہ قرآن پاک کے الفاظ ہیں۔

ایسے ہی عید الضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے رب کی رضا حاصل کر لینے کی یادگار ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنے ایک خواب کی بنا پر نہایت شرح صدر سے اپنے اکلوتے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی خاطر ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹا دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے اسی عمل پر ان کو رضا کا سرٹیفکیٹ عطا فرمایا۔ اور بیٹے کو بھی چھری کے نیچے ذبح ہونے سے نجات دیکر سلامت رکھا۔ اور طبعی عمر کو پورا کیا۔ اور اسی یادگار میں قربانی کی رسم کو ہمیشہ کے لئے اسی دن میں قائم کیا۔ اور اسلام نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو رکعت نماز بھی اسی میں رکھی۔ اور تکبیر و تحمید بھی اور اسی کا نام عید رکھا۔ تاکہ شکر و قدر کا حق ادا ہو۔ اور وقتی عید کی مثال قوموں میں بادشاہوں اور مہاراجوں کی جوبلی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کی نعمت کا شکریہ ہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس قوم کے سردار یا بادشاہ کو ایک وسیع مدت اور عمر عطا فرمائی۔ جس کا شکریہ اور خوشی لازمی ہے۔ سو اللہ تعالےٰ نے احمدی جماعت کے لئے بھی یہ خوشی کا دن نصیب کیا۔ جسکی خوشی اس قدر ہے۔ کہ اس کا اظہار دنیا کے دائرے میں ممکن نہیں۔ پر انسان اپنی وسعت کے مطابق جو شکریہ اور خوشی کا موقع بہم پہنچا سکے۔ وہ اسی پر واجب اور لازم ہوا کرتا ہے۔

اس لئے آج تمام احمدی جماعت جناب امیر المؤمنین حضرت میرزا بشیر الدین محمود سلمہ الودود سیدنا و سید القوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی سلور جوبلی بطور عید کے جو عید کہ اپنی شان میں بہت ہی سعید ہے۔ منا رہی ہے۔ کیونکہ حضور احمدی جماعت کے لئے خصوصًا اور باقی دنیا کے لئے عمومًا رحمتوں اور الٰہی فضلوں کا سرچشمہ ہیں۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا لقب اللہ تعالےٰ کی طرف سے رحمۃ للعالمین ہے۔ یعنی آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ آپ کس طرح پر جہانوں کے لئے رحمت ہوئے۔ اس تشریح کی گنجائش اس تحریر میں نہیں۔ مگر اولوالالباب اصحاب اس سے بے خبر نہیں تو مسیح موعود علیہ السلام حضور صلعم کا مظہر اتم ہیں۔ لہٰذا یہی خطاب رحمۃ للعالمین ان کے لئے بھی موجود ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی چونکہ حسن اور احسان میں مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ اور مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء حضور کی شان میں مذکور ہے اسلئے لاریب یہ بھی رحمت للعالمین ہیں۔ احمدیوں کے لئے رحمت للعالمین ہونا اس تشریح کی تو چنداں ضرورت نہیں۔ ہر مخلص احمدی اس امر کو ذہن میں رکھ کر جبکہ اپنے قلب پر نظر کرے گا۔ تو بلا کسی غور و خوض کے وہ پکار اٹھے گا۔ کہ حضور حقیقتًا رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہاں مختصرًا اس مضمون کے دائرے کے مطابق باقی مسلمانوں کے لئے اور غیر مسلموں کے لئے چند مثالیں عرض کر دی جاتی ہیں۔ جن سے بالبداہت یہ ثابت ہوگا۔ کہ آپ تمام دنیا کے لئے رحمت اور شفقت اپنے سینے میں رکھتے ہیں۔ پہلے ہم غیر احمدی مسلمانوں کے لئے مثال پیش کرتے ہیں۔ جبکہ موتی لعل صاحب نہرو نے گورنمنٹ کے سامنے ایک رپورٹ مرتب کی۔ جس میں انہوں نے ظاہر کیا۔ کہ کونسلوں کے لئے انتخاب مشترکہ اور مخلوط ہی ہندوستانیوں کے لئے بہتر ہے۔ اور ایسی باتیں اس رپورٹ میں لکھی گئیں۔ جو مسلمانوں کے لئے تباہی اور بربادی کا موجب تھیں۔ اس رپورٹ پر سب کی طرف سے خاموشی کا عالم ہی تھا۔ مگر ہمارے حضور پیارے محمود ایدہ الودود نے ہی اس پر آواز بلند کی۔ اور اس بارہ میں ایک کتاب لکھی۔ جس کا نام ایک سیاسی مسئلے کا حل رکھا گیا جس کے اقتباسات کو لے کر چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے ولایت جا کر اپنے رنگ میں پیش کیا۔ اور اس کتاب کے تراجم کر کے بڑے بڑے انگریزوں کے سامنے پیش کئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو بھی ہوش آئی۔ اور حکومت نے بھی حق کو سمجھا۔ اور آنے والی بلا سے مسلمانوں کو نجات ہوئی۔ ایسے ہی راجپوتانہ میں جبکہ ہندوؤں کی طرف سے شدھی شروع ہوئی۔ تو حضور کی کوشش سے ہی یہ مصیبت اور فتنہ ارتداد بھی دور کیا گیا۔ اگرچہ اس وقت مرتد ہونے والا وہاں پر کوئی احمدی نہیں تھا۔ سب کے سب غیر احمدی مسلمان ہی تھے۔ اور محض اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی یہ کوششیں کی گئیں ایسے ہی کشمیریوں پر ریاست کی طرف سے ظلم ہوتے ہوئے جب حضور نے دیکھا۔ تو اس ظلم کے دور کرنے کے لئے ہر مناسب تجاویز اور تدابیر سے کام لیا۔ اور اپنی پوری طاقت خرچ کی۔ احراری گروہ نے جب دیکھا۔ کہ احمدیوں کی طرف سے احمدی جماعت کی بدولت کشمیریوں کو حقوق دیئے جائیں گے۔ اور ظلم کا ہاتھ ان سے روک لیا جاویگا۔ تو اپنی خواہشات اور شہرت کے لئے درمیان کود پڑے۔ اور کامیابی میں روک بن گئے۔ اور اپنا الوسیدھا کر کے وحشیوں اور درندوں کی طرح اپنی اپنی بلوں میں جا گھسے۔ اور حضور کی طرف سے تاحال بھی کشمیریوں کی بہتری کے لئے سعی جاری ہے۔ ایسی طرح یورپ کے ممالک میں مسلمانوں کو بہت ہی نفرت سے دیکھا جاتا تھا۔ اور حضور کی کوشش سے وہ نفرت الفت سے بدل گئی۔ اور ذلت وقعت سے۔ اختصارًا انہی امثلہ پر کفایت کی جاتی ہے۔ ورنہ اور بہت سی مثالیں ہیں۔ جن میں حضور نے محض مسلمانوں کی بہبودی اور ترقی کے لئے کوششیں کیں۔ ایسے ہی حضور کی ہر تقریر اور ہر خطبہ کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے۔ کہ حضور کے دل میں تڑپ ہے۔ کہ تمام دنیا میں امن قائم ہو۔ اور انسان چین سے زندگی بسر کریں۔ اور فساد جہان میں نہ رہے۔ پھر وقتًا فوقتًا حضور نے امن قائم کرنے کے لئے ذرائع بھی بیان فرمائے۔ چنانچہ علاوہ اور تقریروں کے لاہور نیشنل لیگ کے جلسے میں حضور نے جو تقریر فرمائی۔ اس کا ماحصل بھی یہی تھا۔ کہ دنیا میں امن قائم کرنے کی سعی کی جاوے اس میں آپ نے فرمایا۔ گورے اور کالے کی تمیز نہیں ہونی چاہیئے۔ ہندی اور چینی کہلانا صحیح نہیں۔ پنجابی اور بنگالی و مدراسی کہلانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سب کے سب ایک دوسرے کو انسان سمجھو اور انسان کہلاؤ۔ اور ہر مذہب اور ہر قوم سے ایک ایک آدمی ایسا نکلنا چاہیئے۔ جو کہ اپنی اپنی قوم میں کھڑا ہو کر یہ تبلیغ کرے کہ ان امتیازات کو اٹھا دو۔ اور ہر انسان سے محبت اور پریم سے پیش آؤ۔ اور اپنے دلوں سے تمام کدورتوں کو نکال دو۔ اور ایک دوسرے کو انسان خیال کرو۔ اسی وقت تم بھی انسان تصور کئے جاؤ گے۔ کیونکہ انسان انس سے ہے۔ اگر ایک دوسرے سے انس نہ ہو۔ تو اس کا نام وحشت ہے۔ اور وحشت اور انسانیت کی آپس میں مغائرت ہے۔ اب ایسے جذبات اسی شخص کے ہو سکتے ہیں۔ جو کہ تمام دنیا کے لئے رحمت اور شفقت بن کے آیا ہو۔ اور یہ سوال اور ہے۔ کہ اس رحمت سے کوئی فائدہ حاصل کرے۔ یا نہ کرے۔ سورج اپنی ذات میں روشنی پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت ہے پر دنیا میں ایسے جانور بھی ہیں۔ جو سورج کو نہیں چاہتے۔ اور ایسے بیمار بھی ہیں۔ جو اپنی بیماری کی وجہ سے اندھیرے کو پسند کرتے ہیں۔ سورج کی روشنی میں ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ یا بعض بیماریوں میں آنکھوں پر پٹیاں باندھ دی جاتی ہیں۔ اور سورج کی روشنی سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ ایسے ہی روحانیت کے لحاظ سے بھی بعض انسان چمگاڈر کی طرح ہیں۔ کہ ان کو سورج کی روشنی پسند نہیں۔ اور بعض نے اتنا تغیر تو نہیں کیا۔ مگر ایسی روحانی بیماریاں لاحق ہیں۔ جو کہ سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھانے نہیں دیتیں۔ سورج کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ ہمارے حضور بعض لحاظ سے قمر بھی ہیں۔ اور بعض لحاظ سے شمس بھی ہر ایک شخص اپنی اپنی استعداد اور اپنی اپنی صحت کے لحاظ سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اور ایسے ہی ہر ایک قوم اپنے اپنے پیمانے کے مطابق نفع حاصل کر رہی ہے۔ اگر اس مثال سے پوری وضاحت اور تسکین کسی کو نہ ہو۔ تو ایک اور کھلی مثال پیش کر دی جاتی ہے۔ وہ یہ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق حضور نے ایسا راستہ اختیار کیا۔ جسمیں تمام مذاہب کے بزرگوں کی تعظیم اور عزت بڑھے۔ اور دنیا کے دلوں سے نفرت دور ہو۔ اور ان بزرگوں کی شان کا اظہار ہو۔ اور ان کی صحیح تاریخ دنیا کے سامنے پیش ہو۔ اور الزامات سے ان کو پاک اور صاف کیا جائے۔ پہلا قدم اس راستہ میں یہ اٹھایا گیا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سیرت کے متعلق ہر سال ایک دن تمام دنیا میں جلسے کئے جائیں۔ اور تمام مذاہب کے نمائندے سٹیج پر رسول پاک صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تعریف میں بیان کریں۔ اور حضور صلعم کے حسن اور خلق کی شہادت دیں۔ جب یہ رَو چل پڑی۔ تو باقی مذاہب والوں نے بھی اپنے اپنے بزرگوں کی سیرت بیان کرنے کے لئے دن مقرر کئے۔ اور ایک دوسرے مذاہب کو اور اسلام کے نمائندوں کو بھی دعوتیں دیں۔ کہ وہ سٹیج پر ان کے بزرگوں کی تعریف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں۔ اور ان کی صحیح پوزیشن لوگوں کے سامنے لائیں۔ پھر تیسرا قدم حضور نے اٹھایا۔ کہ سال میں ایک ایسا دن مقرر کریں۔ جو کہ تمام پیشوایان مذاہب کی تعریف اور سیرت میں جماعت کی طرف سے جلسہ قائم کریں۔ اور دوسرے مذاہب کے نمائندوں کو بھی دعوت دیں۔ کہ وہ اپنے اپنے بزرگ کی سیرت یا کسی اور بزرگ کی سیرت سٹیج پر بیان کرے۔ یہ اتنا عظیم الشان کام ہے۔ جو حضور کے ذریعہ سے ہوا۔ جس کے شکریہ کا حق قومیں ادا نہیں کر سکتیں۔ اگر وہ سمجھیں ایسی ذات کی جوبلی منانا صرف احمدی جماعت کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ باقی دنیا کے لئے بھی اگر وہ اپنے سینہ میں وسعت اور انسانی محبت کا جذبہ رکھتے ہوں۔ اور تعصب کو دل میں جگہ نہ دیں۔ یہ چیز امن اور محبت کے لحاظ سے اور رحمت اور شفقت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت ہی خاص اور بلند ہے۔ اور یہ کام پہلے کسی شخص سے نہ ہو سکا۔ اور یہ حضور ہی کے حصے میں خداوند تعالے نے مقدر کیا ہوا تھا۔ اسی کی پیشگوئی اللہ تعالے نے سورہ بنی اسرائیل میں کی ہے۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرکے اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ جلدی ہم آپ کو تعریف کا مقام عطا فرمائینگے یا یوں کہیے۔ کہ آپ کو اس مقام پر پہنچا دینگے کہ آپ کی تعریف سارا زمانہ سٹیج پر کریگا۔ اور آپ کی برکت اور طفیل سے باقی بزرگوں کی تعریف قائم ہوگی۔ مطلب اس کا یہ ہوا اگر آپ کی تعریف کے لئے قدم نہ اٹھایا جاتا تو اس طرح پر دوسرے بزرگوں کی تعریف بھی نہ ہوتی۔ دوسرے بزرگوں کی تعریف کا موجب بھی حضور ہی ہوئے۔ یعنی اگر آپ کی تعریف نہ ہوتی۔ تو کسی طرح کی تعریف بھی نہ ہوتی۔ ایسے ہی ہے۔ جو حدیث قدسی میں وارد ہے۔ لولاک لما خلقت الافلاک اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اے رسول عربی اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں اس جہان کا سلسلہ پیدا نہ کرتا۔ تو اس حدیث کا ایک پہلو دنیا کے سامنے اس طور پر ظاہر ہوا۔ جیسے کہ اوپر لکھا گیا۔ ہم نے حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کی تشریح نہیں کی۔ لیکن خود بخود ہی ایک پہلو سے اس مضمون میں اسکی تشریح ہوگئی۔ کہ حضور کی خاطر ہی تمام راہنماؤں اور

بزرگوں کی عزت افزائی اور تعظیم ہوگئی دوسرے بزرگوں کی تعریف نے بھی حضور کی شان کو دوبالا اور بابرکت ثابت کیا۔ اور اس سے ہمارے امام علیہ السلام خلیفۃ المسیح کی شان بھی اہل بصیرت پر ظاہر ہوگئی۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقامًا محمودًا میں یہ بھی اشارہ تھا۔ کہ حضور کو یہ مقام محمود کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوگا۔

کوئی خیال کر سکتا ہے۔ کہ مقام محمود تو رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخرت میں جنت کے اندر نصیب ہوگا۔ سو وہ یاد رکھے کہ آخرت میں کوئی نعمت یا کوئی چیز ایسی نہیں ہوگی۔ جو کہ دنیا کے کسی نہ کسی عمل یا کسی نہ کسی چیز کا نقشہ نہ ہو۔ گویا کہ وہ دنیا کے ہی اعمال اور اشیاء کو دوسری شکل اور صورت دی جائیگی۔ مثلاً قرآن پاک کو حوض کوثر کی صورت عطا ہوگی۔ جس نے دنیا میں اس قرآن سے روحانی پانی پیا ہوگا۔ وہ قیامت کو بھی اس حوض کوثر سے پانی پی لیگا۔ شریعت کا راستہ بہت ہی کٹھن ہے۔ اسکو اس جہان میں پل صراط کی شکل دی گئی۔ مومن کے سبحان اللہ کہنے سے جنت میں ایک درخت اس کے لئے لگ جاتا ہے۔ ایسے ہی تمام اعمال اور جزا کو قیاس کرتے جاؤ۔ تو پھر ضروری تھا۔ کہ مقام محمود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے پہلے دنیا میں قائم ہوتا۔ تو پھر اسکو آخرت میں ایک مشہود شکل دی جاتی۔ سو وہ مقام محمود دنیا میں قائم ہوگیا۔ اور آخرت میں حضور کو وہ نصیب ہوگا۔ پھر ایسے خلیفہ کا وجود مسعود کس قدر بابرکت اور بارحمت ہے۔ اور حق شناس یعنی احمدی جماعت کیوں نہ خوشیاں منائے۔ اور دن مقرر کرے۔ اور کیوں نہ اپنی طاقتوں کو خرچ کرکے اللہ تعالے سے نصرت اور رحمت طلب کرے۔ اسی کے وجود سے دنیا کے کناروں میں تبلیغ پھیلی جماعت کا رعب قائم ہوا۔ اور اسلام کا بول بالا ہوا۔ اور یہی وجود اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا۔ اسی نے قرآن کریم کے خزائن بے بہا اللہ تعالے کے بندوں کے سامنے پیش کئے۔ اسی نے بحر عمیق سے صدق کے سچے موتی نکال نکال کر تقسیم کئے۔ آؤ سب کے سب مل کر اس کے گیت گائیں اور اللہ تعالے سے التجا کریں۔ کہ اسکی عمر اللہ تعالے بہت ہی دراز کرے۔ اور ہمارے سروں پر اسکا :.. سایہ قائم رہے۔ محمد اور احمد علیہم السلام اگر رحمۃ للعالمین ہیں۔ تو یہ بھی انہی کے مظہر حقیقی ہیں۔ شعر دیکھتے ہیں دو ہیں صورتًا مثلاً۔ محمد و احمد خلیفہ حقانی۔ خاکسار قاری فتح محمد غفرلہ الصمد ساکن نڈالہ تحصیل شکرگڑھ۔ فی الحال وارد قادیان دارالامان

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے متعلق
اولیائے امت محمدیہ کی پیشگوئیاں

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں ٭ کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں
پر تم نے ان سے کچھ بھی اٹھایا نہ فائدہ ٭ منہ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

(المسیح الموعود)

قرآن مجید کے جاننے والوں سے یہ امر مخفی نہیں۔ کہ جن انبیاء کے متعلق پہلے سے لوگوں میں پیشگوئیاں موجود تھیں۔ انہوں نے اپنی صداقت و حقانیت کے لئے "مصدقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ" کی دلیل کو نمایاں طور پر مخالفین کے سامنے پیش کیا۔ اور کہا۔ کہ چونکہ میں ان پیشگوئیوں کے مطابق موعود ہوں۔ اس لئے میرا انکار اور میری تکذیب ان کا انکار اور ان لوگوں کی تکذیب ہوگی جنہوں نے میری آمد کے بارہ میں پیشگوئیاں کر رکھی تھیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دائرۃ المعارف جلد ۶ صفحہ ۷۸۵ میں مرقوم ہے:۔

"اعلن یوحنا الناس بان عیسیٰ ھو المسیح الموعود بہ فی الکتب المقدسۃ والذی ینتظرہ الیھود"۔ یعنی یوحنا رسول نے لوگوں میں منادی کر دی۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام وہی مسیح موعود ہیں۔ جن کی آمد کا کتب مقدسہ میں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور جس کے یہود منتظر تھے۔"

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالے فرماتا ہے۔ "ومصدقًا لما بین یدیہ من التوراۃ" (مائدہ رکوع ۷) کہ عیسیٰ علیہ السلام کا انکار نہ کرنا۔ کیونکہ تورات کی پیشگوئی کے مطابق وہ موعود نبی ہے۔ اس لئے مسیح کا انکار درحقیقت تورات اور صاحب تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار ہوگا۔ سورۃ الصف وغیرہ میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس دلیل کو پیش کیا ہے۔ مگر جیسا کہ خدا فرماتا ہے:۔ "فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ"۔ (البقرہ ع ۱۱) کہ جب بھی لوگوں کے پاس اس قسم کے نبی آئے۔ جو موعود تھے۔ اور وہ علامات کے ذریعہ اسکو پہچانتے تھے۔ تو پھر بھی بغض و حسد کی وجہ سے انہوں نے ان کا انکار کر دیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باوجود موعود ہونے کے انکار کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا الخ (اٰلعمران ع ۹) یعنی خدا تعالے نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد لیا۔ کہ میں تم کو کتاب اور حکمت دوں گا۔ اور تمہارا فرض ہوگا۔ کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا رسول آئے۔ کہ وہ ان پیشگوئیوں کا مصداق ہو۔ جو اس کے متعلق پہلے سے کی گئی ہوں۔ تو اسکی صداقت میں ہرگز شک نہ کرنا۔ بلکہ اس پر ضرور ایمان لا کر اسکی نصرت و تائید کے لئے کمربستہ ہو جانا۔ اور سب نے اس امر کا اقرار کیا۔ کہ ہم ایسا ہی کریں گے۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس دلیل کو اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضور ایک جگہ اہل حق کے نزدیک اتمام حجت اور کامل تسلی کے ذرائع کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"چہارم ان ابرار اور اخیار کی شہادتیں جنہوں نے خدا سے الہام پا کر ایسے وقت میں گواہی دی ہو۔ کہ جبکہ مدعی کا نشان نہ تھا۔ کیونکہ وہ گواہی بھی ایک غیب کی خبر ہونے کی وجہ سے خدا تعالے کا نشان ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۳۸)

غرض یہ ایسی دلیل ہے۔ جسے قرآن مجید نے بیان کیا۔ اور تقریبًا تمام انبیاء کرام نے اسکو اپنی تائید میں پیش کیا۔ اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسکو بطور حجت مخالفین کے سامنے رکھا۔ جس سے ہمارے غیر مبائع اصحاب کو انکار نہیں۔ سو اس دلیل کی رو سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی

ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت کی حقانیت بھی روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حضور کی نسبت کئی انبیائے کرام نے بالخصوص حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی پیشگوئیاں کی ہیں۔ بلکہ امت محمدیہ علی صاحبہا التحیہ والسلام نے بھی بکثرت آپ کے متعلق پیشگوئیاں کی ہیں۔ سو اس وقت بطور مثال چند اولیائے کرام کی پیشگوئیاں ذکر کی جاتی ہیں۔ تاکہ سعید ارواح عموماً اور اہل پیغام خصوصاً معلوم کر سکیں۔ کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی خلافت کی حقانیت میں تو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

(۱) حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی رحؒ کی پیشگوئی

امت محمدیہ میں حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب رحؒ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ چنانچہ رسالہ مشمولہ اربعین فی احوال المہدیین المرقوم ۲۵ محرم الحرام سنہ ۱۲۶۸ ہجری مطبوعہ مصری گنج کلکتہ میں آپ کی شان کے بارہ میں لکھا ہے:۔

"نعمت اللہ ولی کہ مرد صاحب باطن واز اولیائے کامل در ہندوستان مشہور اند و وطن او شاں در اطراف دہلی است۔ زمانہ رشاں پانصد و شصت ۵۶۰ ہجری از دیوان او شاں معلوم مے شود۔"

یعنی حضرت نعمت اللہ صاحب ولی رحؒ ہندوستان کے مشہور اولیائے کرام میں سے ہوئے ہیں۔ جو دہلی کے نواح کے رہنے والے تھے۔ اور آپ کی ولایت اور الہامات و کشوف کا بہت شہرہ تھا۔ اور آپ کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کا زمانہ سنہ ۵۶۰ھ ہجری تھا۔ اس مرد باصفا نے ایک پیشگوئی کی۔ جسے انہوں نے ایک قصیدہ میں منظوم کیا۔ جو مذکورہ رسالہ اربعین کے ساتھ شامل ہے۔ اس قصیدہ میں آپ مسیح موعود کے زمانہ کے حالات اور ان کی بعثت کی خبر دیتے ہوئے شروع میں آگاہ فرماتے ہیں:۔ ؎

قدرت کردگار مے بینم
حالت روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمے گویم
بلکہ از کردگار مے بینم

یعنی جو کچھ میں ان اشعار میں بیان کرونگا۔ وہ منجمانہ خبریں نہیں۔ بلکہ وہ الہامی طور پر خدائے کردگار کی طرف سے مجھے تبلائی گئی ہیں۔

اس کے بعد تیرھویں صدی میں جو کچھ انقلابات آنے والے تھے۔ ان کو بیان کر کے خوشخبری کے رنگ میں فرماتے ہیں:۔

غم مخور زانکہ من دریں تشویش
خرمی وصل یار مے بینم
چوں زمستانِ بیچمن بگذشت
شمس خوش بہار مے بینم

یعنی اس تشویش اور فتنہ کے زمانہ میں غم نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ وصلِ یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ اخیر صدی میں خدا تعالےٰ رحمت کے ساتھ توجہ کریگا۔ اور چودھویں صدی کے سر پر آفتاب بہار طلوع کرے گا۔ یعنی مجدد وقت امام الزمان اور مہدیٔ دوراں کا ظہور ہو جائے گا بلکہ ؎

ا۔ ح۔ م۔ د۔ مے خوانم
نامِ آں نامدارے بینم

کے الفاظ میں "احمد" نام تک بتا کر یہ بھی تصریح کر دی۔ کہ ؎

مہدیٔ وقت و عیسےٰ دوراں
ہر دو را شہسوار مے بینم

وہ مہدی اور عیسیٰ بھی ہوگا۔ پھر امام زماں کے تذکرہ کے بعد حضرت نعمت اللہ صاحب رحؒ ولی فرماتے ہیں:۔

دورِ او چوں شود تمام بکام
پسرش یادگار مے بینم

کہ جب امام مہدی و مسیح کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گذر جائے گا۔ تو ان کے نمونہ پر ان کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کو ایک پارسا لڑکا دے گا۔ جو حسن و احسان میں ان کا نظیر ہوگا۔ اور انہی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا۔ جو ان کے بعد ان کی یادگار ہوگا۔ اس پیشگوئی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اوپر چسپاں کیا۔ اور اس حصہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے۔ جو ایک لڑکے کے بارہ میں کی گئی ہے۔" (نشان آسمانی صفحہ ۱۲)

اب غیر مبایعین اس پیشگوئی کے دو حصوں میں سے ایک حصہ کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے۔ تو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر اس کے دوسرے حصہ کا جسکی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف تصدیق فرما چکے ہیں۔ بلکہ اپنی کتب میں آپ بھی پیشگوئی فرما چکے ہیں۔ اس کے مصداق حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہٖ کا انکار کر کے پیشگوئی مذکورہ بالا کے دوسرے حصے کے منکر اور مکذب بن رہے ہیں۔ اور حقیقۃً اپنے عمل سے وہ یہ بھی اعلان کر رہے ہیں۔ کہ پھر معاذ اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس پیشگوئی کو درست ماننے اور اپنے اوپر چسپاں کرنے میں بھی غلطی کی۔ سو ہمارے غیر مبائع اصحاب کو ایسا اقدام کرتے ہوئے اس پیشگوئی کے نشیب و فراز کو بھی دیکھ لینا چاہیئے۔

(۲) حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشگوئی

امت محمدیہ کے چیدہ بزرگان میں سے حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے اکثر مسلمان واقف ہیں۔ آپ کی کتاب مثنوی معنوی نہایت مشہور و معروف کتاب ہے۔ جس کو بعض مسلمان تو حقائق و معارف سے پُر ہونے کی وجہ سے فارسی کا قرآن قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔ ؎

مثنویٔ مولویٔ معنوی
ہست قرآں در زبانِ پہلوی

اس کتاب میں حضرت مولانا رومی رحؒ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت موصوف مثنوی کے دفتر ششم صفحہ ۵۰۹ پر حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات سے عقدہ حل ہونے کے ذکر کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ کا یوں ذکر کرتے ہیں۔ ؎

پس محمدؐ صد قیامت بود نقد
زانکہ حل شد از فنائش حل و عقد
زادہ ثانی ہست احمد در جہاں
صد قیامت بود او اندر عیاں

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جذبات شمس

(از مولانا مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ لنڈن)

عاجز مری زبان ہے زورِ بیاں نہیں
ہو ورنہ ختم؟ ایسی مری داستاں نہیں

دنیا میں کوئی بھی نہیں معصوم و بے گناہ
رحم الٰہی اس کا اگر پاسباں نہیں

لندن کی پوچھیئے تو یہ کانِ گناہ ہے
وہ کونسی بدی ہے جو ہوتی یہاں نہیں

آزادیٔ گناہ کو دیکھو تو بول اٹھو
دوزخ ہے یہ مقام یہ جنت نشاں نہیں

خمر و زنا و رقص ہیں یاں جزوِ زندگی
ٹاکیز سینما کی تو حدّ و بیاں نہیں

اے مولوی جہاد کا اب چھوڑ دے خیال
یہ وقت ہے دلیل کا وقتِ سناں نہیں

کہدو یہ اس سے جس کا ہے تلوار پر مدار
اسلام کو تو حاجتِ تیر و کماں نہیں

ہو کر شہید جس نے دکھایا کمال صدق
کیا وہ جواں ہمارا ولید ادخاں نہیں

محفوظ ٹھوکروں سے ہو کیونکر وہ قافلہ
سردار جس کا کوئی نہیں ساربان نہیں

ابناءِ فارسی کو نوازا خدا نے ہے
دنیا میں اس سے اچھا کوئی خانداں نہیں

ہر فرد اک نشان ہے اس خاندان کا
شادی بیاہ ان کا بھلا کیوں نشاں نہیں

مولیٰ! تو جانتا ہے مرے دل کا اضطراب
وہ راز کونسا ہے جو تجھ پر عیاں نہیں

دل میں وفورِ شوق سے تبلیغ کا ہے جوش
پر کیا کروں کہ آہ وہ تاب و تواں نہیں

"یا رب تری مدد ہو تو اصلاحِ خلق ہو
اُٹھنے کا مجھ سے ورنہ یہ بارِ گراں نہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نقد سو قیامت تھے۔ کہ حضور کی وفات سے یہ عقدہ حل ہو گیا۔ کہ کوئی بھی انسان زندہ آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اور پھر دوسرا "احمد" جہان میں پیدا ہوگا۔ اور وہ بھی صد قیامت ظاہر ہوگا۔

اس جگہ صاف طور پر پہلے تو "محمد" صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے الفاظ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا ذکر خیر کیا گیا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ ہی "احمد" کے ضمن میں اس۔ **احمد رسول کو زادہ ثانی ہست** "کہہ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا بروز اور آپ کا روحانی فرزند قرار دیا گیا ہے۔ اور اس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذکر کرنے کے بعد آپ دفتر ششم ص۵۵۱ پر زیر عنوان "قصہ تعلق موش با چغزہ لبستن پائے خود بر پائے او وصید کردن زاغ ایشاں" فرماتے ہیں:۔

چوں شد آدم مظہر وحی و وداد
ناطقہ او علّم الاسماء کشاد
نام ہر چیزے چنانکہ ہست آں
از صحیفہ دل روی گشتش زباں
فاش می گفتے زباں از رؤیتش
جملہ را خاصیت و ماہیتش
نوح نہ صد سال در راہ سوی
بود ہر روز بیش تذکیر نوی
لعل او تازہ زبا قوت القلوب
نے رسالہ خواند نے قوت القلوب
و عظ را ناموختہ بیچ از شروح
بلکہ ینبوع کشوف شرح روح
زاں می کاں می چو نوشیدہ شود
آب نطق از گنگ جوشیدہ شود
طفل نوزادہ شود حبر و فصیح
حکمت بالغ بخواند چوں مسیح

(مثنوی رومیؒ دفتر ششم ص۵۵۱)

یعنی جیسے حضرت نوح علیہما السلام کو بغیر کسی کتاب و رسالہ دیکھنے کے خدا نے علم لدنی سے سرفراز کیا۔ اور اپنے علوم سے مشرف کر دیا تھا۔ ایسا ہی ایک نیا پیدا شدہ لڑکا ہوگا۔ جو بڑا دانشمند عالم اور فصیح ہوگا۔ اور حضرت مسیح کی طرح حکمت کی باتیں بیان کریگا۔ یعنی مسیحی نفس ہوگا۔

یہ عین اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "پسر موعود" اور "مصلح موعود" کے حق میں فرمائی۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے **مسیحی نفس** اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ ..... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔" (تذکرہ ص۱۴۱)

سو اس جگہ حضرت مولانا رومی رح نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بروز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بعد آپ کے "پسر موعود" اور "مصلح موعود" ہونے والے "محمود" اور "فضل عمر" لڑکے کی نسبت یہ پیشگوئی فرمائی ہے۔ جس کے متعلق غیر مبائع اصحاب ۱۹۱۴ء میں لکھ چکے ہیں:۔

(الف) "یہی حال آج قادیان کا ہوا ہے۔ ایک غیر معصوم انسان کو جو ابھی **اپنی ارشد کی عمر کو بھی نہیں پہنچا**۔ اپنا پیر اور رہبر بنا لیا ہے۔" (احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا رسالہ المہدی نمبر ۲، ۳ ص۳۵)

(ب) ان کے آرگن "پیغام صلح" نے تو یہاں تک کہہ دیا۔ کہ "آہ آج **ایک بچہ بھی** جسے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ وہ بھی ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہنے سے دریغ نہیں کرتا۔" (۲۹ مارچ ۱۹۱۴ء ص۱)

لیکن اگر آج وہ حضرت مولانا رومی رح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق آکر دیکھیں۔ تو ان کو معلوم ہو۔ کہ کس طرح "وہ بچہ" جو ان کے خیال میں خلافت کے منصب پر متمکن ہونے کے وقت "اپنی رشد کو بھی نہیں پہنچا" تھا۔ حقائق و معارف اور علم الٰہی کی باتوں کے دریا بہاتا چلا جا رہا ہے۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

(۳) سندھی اولیاء کی پیشگوئیاں

سندھ کے بہت سے اولیائے کرام نے بھی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق پیشگوئیاں کی ہیں۔ جن میں سے بعض پرانی سندھی میں لکھی ہوئی قلمی کتابوں میں ہیں۔ یہ پیشگوئیاں بزرگ گوڑی فقیر صاحب۔ سید محمد حسن صاحب جون والا۔ مخدوم محمد ہاشم صاحب اور مخدوم نورنگی صاحب کی ہیں۔ جو سب گیارھویں صدی ہجری سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ جناب ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اخوند سندھی نے اس سلسلہ میں اخبار الفضل میں نوٹ شائع کیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ یہ پیشگوئیاں جن کتابوں میں ہیں۔ وہ قلمی کتابیں "مجھے اپنے خاندان کے کتب خانہ سے ملی ہیں"۔ مگر چونکہ وہ ابھی مفصل شائع نہیں ہوئیں۔ اسلئے ذیل میں ڈاکٹر عبد العزیز صاحب اخوند سندھی کا نوٹ درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"ان پیشگوئیوں کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت اور بعثت پر چسپاں ہوتا ہے۔ مگر دوسرا حصہ اب تک غیر مکمل چلا آتا تھا۔ جو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے حیدر آباد سندھ میں تشریف لانے سے عجیب طرح تکمیل کو پہنچ گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ سندھ کے اولیاء اللہ نے سندھ کے لوگوں کے لئے مہدی علیہ السلام کے خلیفہ کی سندھ میں آمد کو مہدی علیہ السلام کی آمد قرار دیا ہے۔ بعثت مہدی کے زمانہ کی جو علامتیں ان اولیاء اللہ نے لکھی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

اس زمانہ میں ایک شخص بنام نادر قتل ہوگا۔ حجاز کے بادشاہ کا نام عبد العزیز ہوگا۔ حج کے موقعہ پر کعبہ میں قتل ہوگا۔ یہ نشان گذشتہ ۱۳۵۳ھجری کے حج کے موقعہ پر ظہور میں آیا۔ جبکہ سلطان حجاز پر حملہ کرنے والے قتل ہوئے۔

گوڑی فقیر صاحب کی پیشگوئی ہے۔ کہ مہدی علیہ السلام ۱۳۵۴ھ میں پیدا ہونگے اور حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بھی اسی سال یہاں تشریف فرما ہوئے۔ مرحوم سید محمد حسن جون والا فرماتے ہیں۔ کہ وہ جمعہ کا ایک خطبہ پڑھیں گے۔ اب مہدی علیہ السلام کا جمعہ کا ایک خطبہ پڑھنا اس طرح پورا ہوا۔ کہ ان کے خلیفہ ثانی اور فرزند ارجمند نے یہاں حیدر آباد سندھ میں جمعہ کا ایک ہی خطبہ پڑھنے کا موقعہ پایا۔

پھر سید صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ لکنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک میں تھی۔ مگر عجیب واقعہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ نے جو لیکچر یہاں بیسنٹ ہال میں دیا۔ اس کے دوران میں ایک دو سیکنڈ کے لئے حضور کی زبان مبارک میں لکنت ایسی عجیب طرح ظاہر ہوئی۔ جس کو سب سندھی احمدیوں نے محسوس کیا۔"

(اخبار الفضل ۷ جون ۱۹۳۵ء ص۳)

یہ پیشگوئیاں بھی ایک جوئے حق اور متلاشی صداقت کے لئے یقیناً خالی از فائدہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ اپنے دل کو کینہ و بغض سے صاف کرکے ان پر نظر کرے۔ اور اس کو تلاش حق کا جوش و ولولہ ہو۔

حضرت امام یحیی بن عقب رح کی پیشگوئی

اسی طرح پانچویں صدی ہجری میں حضرت امام یحیی بن عقب رح ایک بہت بڑے پایہ کے بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے بھی ایک نظم کہی ہے۔ اور اس میں آئندہ رونما ہونے والے بعض واقعات و حالات کی پیشگوئیاں فرمائیں ان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی بھی پیشگوئیاں ہیں۔ اور خلافت ثانیہ کے ذکر میں تو آپ کا **محمود** نام تک بتا دیا ہے۔

یہ نظم جو متعدد پیشگوئیوں پر مشتمل ہے علم نجوم اور جفر کی مشہور کتاب شمس المعارف جلد ۳ صفحہ ۳۳۹ - ۳۴۰ پر مندرج ہے۔ جو شیخ احمد بن علی بُونی المتوفی ۶۲۲ھجری نے تصنیف فرمائی۔ اس کے شروع میں امام یحیی بن عقب صاحب فرماتے ہیں:۔

رأیت من الاسرار عجیب حال
واسباب سیظہر ھا مقال

کہ میں نے اسرار سے نہایت ہی عجیب و غریب حالات اور اسباب ملاحظہ کئے ہیں۔ جن کو میں اپنے اس بیان میں ظاہر کرتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو باتیں ہم اس جگہ ان کی نظم سے بیان کرنے لگے ہیں۔ وہ باتیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہاماً بتائی گئی ہیں۔ سو آپ مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی علامات میں فرماتے ہیں:۔

ویظہر فی السماء عظیم نجمٌ
لہ ذنب کمثل الریح عال

کہ مسیح موعود کے وقت آسمان پر ایک بہت بڑا ستارہ ظاہر ہوگا۔ جس کی دم ہوا کی طرح بلند ہوگی۔ یہ اسی دمدار ستارے کی نسبت پیشگوئی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں رونما ہو چکا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:۔

فتلک ولا کل الافرنج حقاً
ستملک للسواحل والقلال

کہ یہ سب نشانات فرنگیوں یعنی یورپینوں کے غلبہ کے ہیں۔ جو اس زمانہ میں دریاؤں کے ساحلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک کے مالک ہو جائیں گے۔

اسی طرح یاجوج ماجوج کے ظاہر ہونے کا ذکر کرکے یورپین اقوام کی ترقی و غلبہ کے ساتھ کہا ہے :۔

فتلک دلائل المہدی حقا
سیملک للبلد دبلا محال
ویحفر القسیب براحتیہ
وتانسہ الوحوش من الجبال
تطیع لہ البلد د ومن علیہا
ویمحی الکفر منہا والضلال

یعنی درحقیقت یہ سب علامات امام مہدی کی آمد کی ہیں۔ جو تمام شہروں کے مالک ہونگے۔ اور وحشی جانور پہاڑوں میں سے ان سے محبت اور انس کریں گے۔ اور شہر اور شہروں کے باشندے آپ کی اطاعت قبول کرلیں گے اور اس طرح امام مہدی کفر و ضلالت کو ان شہروں سے مٹا دیں گے۔ اسی ذکر کے ساتھ ہی آپ امام مہدی کی ایک حیرت انگیز علامت بیان کرتے ہیں۔ ؎

ویاتی بالبراہین اللواتی
یسلمہ البریۃ بالکمال

کہ امام مہدی اپنے ساتھ زبردست دلائل اور براہین لے کر آئیں گے۔ جن کے کمال کا لوگ اقرار کریں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کی صداقت و اکملیت کے سب سے پہلے دلائل دس ہزار روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ جس کتاب میں شائع فرمائے۔ اس کا نام

"براہین احمدیہ"

ہی ہے۔

اس کے بعد امام یحیٰ بن عقب رح دجال کا "باب لد" پر قتل ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔ جس میں لنڈن کے "لڈگیٹ" کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں تثلیث پرستی کے مرکز میں توحید کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کی ایک شاندار مسجد "فضل" واقع ہے۔ اور ہمارے مبلغ اسجگہ تبلیغ کرکے اہلِ یورپ کو اسلام میں داخل کر رہے ہیں۔

پھر امام صاحب ہلاکت آفرین طاعون کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں :۔

اذا ما جاءَہم العربی حقا
علیٰ عمل سیملک لا محال

کہ مہدی کے بعد ایک عربی نسل کا شخص آئے گا۔ اور سرگرمی کے ساتھ ملکوں کو فتح کرے گا۔ اس سے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو عربی نسل سے تھے۔ اور بلحاظ خاندان بنی عدی یعنی فاروقی تھے۔ آپ کی خلافت کے زمانہ میں ہی انگلستان میں مبلغ بھیجے گئے۔ پھر اس ذکر کے بعد امام صاحب فرماتے ہیں :۔

ومحمود سیظہر بعد ہذا
ویملک الشام بلا قتال
تطیع لہ حصون الشام جمعًا
وینفق مالہ فی کل حال

یعنی امام مہدی اور آپ کے اس عربی نسل خلیفہ کے بعد "محمود" ظاہر ہوگا۔ جو ملک شام کا بغیر جنگ و جدال کے (روحانی) مالک ہو جائے گا۔ اور شام کے تمام (مذہبی) قلعے اسکی اطاعت کریں گے۔ اور وہ ایسا انسان ہوگا۔ جو اپنا مال ہر حال میں خدمت اسلام کے لئے خرچ کریگا۔ یعنی ہر تحریک میں باقی لوگوں سے آپ کی مالی خدمات پیش پیش ہوں گی۔

یہ وہ پیشگوئی ہے۔ جو حضرت امام یحیٰ بن عقب رح نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے نو سو برس پیشتر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے بعد ہونے والے خلیفہ کا "محمود" نام تک بتا دیا ہے۔

اسجگہ ایک نہایت ہی عجیب بات یہ ہے کہ ایک طرف تو حضرت امام یحیٰ بن عقب رح مہدی کے بعد "محمود" نام کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے ساتھ شام کا بھی ذکر کرتے ہیں گویا اس کا شام کے ساتھ خصوصیت سے تعلق ہوگا۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اسی قسم کی ایک پیشگوئی اپنی کتاب "حمامۃ البشریٰ" کے صفحہ ۳۷ پر یوں بیان فرماتے ہیں :۔

" وقد اشیر فی بعض الاحادیث ان المسیح الموعود والدجال المعہود یظہران فی بعض البلاد المشرقیۃ یعنی فی ملک الہند ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق "

یعنی بعض احادیث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ مسیح موعود اور دجال معہود مشرقی ممالک یعنی ہندوستان میں ظاہر ہوں گے۔ پھر مسیح موعود یا ان کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی زمین کی طرف سفر کرتا ہوا جائے گا۔

ان الفاظ میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صراحتًا یہ بتا دیا ہے۔ کہ آپ کے بعد بھی خلفاء ہوں گے۔ اور حضرت امام یحیٰ بن عقب رح نے اس "محمود" نامی شخص کے بارہ میں یہ پیشگوئی کی تھی۔ کہ وہ شام کی طرف سفر کرکے جائے گا۔ وہاں حضور نے یہ بھی توضیح فرما دی۔ کہ وہ جو ارض دمشق کی طرف بھی جائے گا۔ وہ آپ کے بعد آپ کا ایک خلیفہ ہوگا۔ اور جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کو اس پیشگوئی سے بھرا ہؤا پاتے ہیں۔ کہ آپ کی نسل اور ذرّیت سے ایک شخص مصلح موعود ہوگا۔ جس کے الہامی نام "محمود" کے ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ وہ "فضل عمر" ہوگا۔ یعنی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح دوسری خلافت کے منصب سے سرفراز کیا جائیگا۔ تو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی خلافت موعودہ کے بارہ میں کسی شک و شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

ایک ضروری بات

اسجگہ ایک اور ضروری بات کا بھی ذکر کردینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اور وہ یہ کہ سنہ ۱۹۱۴ء میں حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ غیر مبایعین کا مباحثہ ہؤا۔ جس کو "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" نے ایک رسالہ کی صورت میں شائع کیا ہے۔ اس میں حضرت حافظ صاحب نے حمامۃ البشریٰ کی عبارت سے یہ استدلال کیا۔ کہ "آپ کے بعد سلسلہ خلافت ہوگا۔

نظم جوبلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ اللہ قادیاں کیا آج تیری شان ہے
جلوہ گاہِ مہدی و عیسیٰ نبی اللہ ہے تو
تخت گاہِ مہدئ آخر زماں ہے قادیاں
رہبرِ دینِ محمدؐ کا ہے اب مرکز یہی
جانتا تھا کون پہلے قادیاں بھی دہر میں
مشرق و مغرب چلے آتے کھنچے ہیں اس طرف
لے رہی لہریں ہیں خوشیاں قلب میں ایمان کے
جوبلی حضرتِ محمود کا ہے جشن آج
مصلحِ موعود حق بیشک یہی محمود ہے
مانتا اسلام میں جاری نبوت جو نہیں
بہترین انعام امت جی نہیں جو مانتا
قادیاں میں خاص ہے کیا بات جو ہیں پوچھتے
صوفی و مُلّا کے گھر خاموش جو قرآن تھا
بعد صدیوں کے خلافتِ راشدہ پھر آئی ہے
یہ محمدؐ کی خلافت لائے مہدی اب یہیں
راز ہائے حکمت دنیا و دیں محمود پر
حضرتِ محمود کو دے عمر لمبی اے خدا

تیری خادم تجھ پہ نازاں ہیں عدو حیران ہے
بعد مکہ و مدینہ اب تیری ہی شان ہے
مرجعِ اسلامیاں ہے منبعِ عرفان ہے
حشر تک کے واسطے اللہ کا فرمان ہے
شہر بارونق ہے یا بستی کوئی ویران ہے
ساری دنیا کے لئے دینی یہاں سامان ہے
سانپ لیکن لوٹتا بر سینۂ شیطان ہے
جس طرف اب دیکھئے انسان ہی انسان ہے
حل کیا عقدہ نبوت کا یہی برہان ہے
بالیقیں وہ دشمنِ اسلام ہے نادان ہے
فیضِ ختم المرسلیں میں مانتا نقصان ہے
وہ سنیں اب یاں امامِ وقت دیں کی جان ہے
ہاتھ میں محمود کے وہ بولتا قرآن ہے
یہ خدا کا فضل ہے اللہ کا احسان ہے
حکمت قرآن ہے اور صحتِ ایمان ہے
وا ہیں کیونکہ اب ارسطو ہے یہی لقمان ہے
کارسازِ دین و دنیا ہے تو ہی رحمان ہے

پھنس رہا ہے مشکلوں میں لعل آ رب کریم
مشکلیں آسان کر تیرے لئے آسان ہے

(لعل محمد صوبیدار ریٹائرڈ از قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جولفظ خلفائہ سے ثابت ہے۔ اور ان میں سے ایک خلیفہ کسی وقت دمشق میں بھی جائے گا۔" (رسالہ مذکورہ موسومہ "تقریریں اور ان کا جواب" صفحہ ۳)

چونکہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اپنی خلافت سے پیشتر حج کے موقعہ پر عرب۔ مصر بھی تشریف لے گئے تھے۔ بنا بریں حضرت حافظ صاحب کے استدلال کا جواب دیتے ہوئے غیر مبایعین نے اسی رسالہ میں تحریر کیا تھا کہ:۔ "حضرت میرزا محمود احمد صاحب عرب اور مصر تو تشریف لے گئے۔ مگر شام میں دمشق کو تشریف نہ لے گئے۔ اگر آپ (یعنی حافظ صاحب۔ ناقل) فرما دیتے۔ کہ حضور میں نے یسافر المسیح الموعود او خلیفة من خلفائہ کی عبارت حمامۃ البشریٰ میں دیکھی۔ ذرا دمشق سے بھی ہوتے آویں۔ تاکہ ہمارے دلائل اور ثبوتوں میں ایک زبردست ثبوت اور بھی بڑھ جائے۔ مگر آپ نے بھی تحریر نہ کیا۔ اور خود میاں صاحب بھی شام کے قریب مصر تک گئے۔ مگر دمشق نہ گئے۔ ورنہ کیا اچھا ہوتا۔ کہ حضرت صاحب کی یہ پیشگوئی اپنے ہاتھوں سے پوری کر دیتے۔ تب تو شاید کسی کو مجال دم زدن نہ ہوتا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشاء ایزدی میں اس قسم کا خلیفہ اس عبارت میں موعود نہ تھا۔ جس قسم کا خلیفہ آپ نے تسلیم کیا ہے۔ اسی لئے منشاء ایزدی نے جب میاں صاحب کو یہ موقع بھی نہ دیا" (رسالہ تقریریں اور ان کا جواب صفحہ ۱۴-۱۵)

یہ عجیب بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اس مندرجہ بالا بیان کے ذریعہ اہل پیغام کے ہاتھ باندھ دیئے۔ تاکہ وہ آئندہ جب یہ پیشگوئی پوری ہو۔ تو راہ فرار اختیار نہ کر سکیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا یہ منشا نہ تھا۔ کہ میری جماعت کا کوئی شخص پہلے دمشق جائے گا۔ اور پھر وہ میرا خلیفہ بنے گا۔ بلکہ اس پیشگوئی کا منشا یہ ہے۔ کہ آپ کا خلیفہ دمشق میں جائے گا۔ یعنی پہلے خدا تعالیٰ اسے خلیفة المسیح کے منصب سے مشرف کرے گا۔ اور پھر وہ دمشق جائے گا۔ اسی طرح حضرت امام یحییٰ بن عقب کی پیشگوئی میں بھی "تبلیغ لہ" کے الفاظ میں اس "محمود" نامی کو "مطاع" بیان کیا گیا ہے۔ اور ۱۹۱۲ء کے سفر حج کے موقعہ پر مصر تشریف لے جانے کے وقت حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ ایک واجب العزت اور بزرگ ہستی تو بے شک تھے مگر جماعت کے "خلیفہ" یا "مطاع" ہرگز نہ تھے۔

حضرت حافظ روشن علی صاحب نے غیر مبایعین کے اس اعتراض کا جواب لکھا۔ اور بہت خوب لکھا۔ فرماتے ہیں:۔

"دو حمامۃ البشریٰ میں یسافر المسیح الموعود او خلیفة من خلفائہ سے کوئی **عظیم الشان خلیفہ مراد ہے۔ جو کسی وقت قادیان سے وہاں جائیگا۔** اور ظاہری طور پر اسکی صداقت کر دیگا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ خلافت مسلسل ہے۔ کئی خلفاء ہیں۔ جو پیشگوئی مسیح موعود کا کسی کی ذات سے وابستہ ہے۔ وہ اس عظیم الشان خلیفہ کے ذریعہ ظہور پذیر ہوگی" (تقریریں اور ان کا جواب صفحہ ۳۳)

آخر وہ وقت بھی آ گیا۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے اہل پیغام کے اس اعتراض کو بھی دور کر کے ان پر اتمام حجت کر دی۔ یعنی ۱۹۲۴ء میں اپنی قدرت اور حکمت کاملہ سے غیر متوقع طور پر اچانک ایسے حالات پیدا کر دیئے۔ کہ لنڈن میں کانفرنس مذاہب میں شمولیت کے لئے خود سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بنفس نفیس تشریف لے جائیں۔ چنانچہ حضور گئے۔ اور اسی دوران میں دمشق بھی تشریف لے گئے۔ اور وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ جو اس سفر کے ساتھ متعلق تھیں اور دمشق جانے کا یہ موقعہ بھی واقعی وہ تھا۔ کہ جبکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق نہ صرف "خلیفہ" تھے۔ بلکہ امام یحییٰ بن عقب کی پیشگوئی کے "مطاع" بھی تھے۔ اور دونوں کی پیشگوئیوں کی رو سے "محمود" نام بھی رکھتے تھے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اور اس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کی دوربین نگاہ کے مطابق ثابت کر دیا۔ کہ حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نہ صرف خلیفہ بلکہ "**عظیم الشان خلیفہ ہیں**"!

پس جیسا کہ "مصدقا لما معکم" کی دلیل کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش کیا۔ اور فرمایا تھا کہ:۔

"اہل کشف کی پیشگوئیوں کا اس زمانہ میں میرے حق میں پورا ہونا جیسے شاہ ولی اللہ کی پیشگوئی۔ اور نعمت اللہ کی پیشگوئی۔ اور گلاب شاہ کی پیشگوئی ..... اب جو شخص انکار کرتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے ارادہ کا مقابلہ کرتا ہے" (ایام الصلح صفحہ ۱۴۲)

اسی طرح غیر مبایعین کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ خلافت سے الگ ہو کر نہ صرف خسارہ میں ہیں۔ بلکہ منشاء ایزدی کے مقابل قدم مار رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کی خلافت کے متعلق بھی نہ صرف انبیاء کرام۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علاوہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے پیشگوئیاں فرمائی ہیں۔ بلکہ متعدد اولیاء امت پیشگوئیاں فرما چکے ہیں۔ پس موجودہ خلافت ثانیہ معمولی خلافت نہیں۔ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ بھی ایک تقریر میں فرماتے ہیں:۔

"میں ایسے خلیفہ نہیں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا۔ بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا۔ کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں۔ بلکہ موعود خلیفہ ہوں ..... اور ..... جس طرح یہ بات درست ہے۔ کہ نبی روز روز نہیں آتے۔ اسی طرح یہ بھی درست ہے۔ کہ موعود خلیفے بھی روز روز نہیں آتے" (رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ اپریل ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۶-۱۷)

اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے" (حقیقة الوحی ۱۶۳)

اسی طرح حضرت خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی فرما چکے ہیں:۔

"جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے۔ اسی طرح میرا انکار انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار شاہ نعمت اللہ ولی کا انکار ہے جنہوں نے میری خبر دی۔ میرا انکار مسیح موعود کا انکار ہے۔ جنہوں نے میرا نام محمود رکھا۔ اور مجھے موعود بیٹا ٹھیرا کر میری تعیین کی۔ (الفضل ۲۲ ستمبر ۱۹۱۷ء صفحہ ۲)

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
(المسیح الموعود)

وما علینا الا البلاغ المبین۔

خاکسار سید احمد علی سیالکوٹی مولوی فاضل
کارکن ادارہ الفضل قادیان دار الامان

ترقی دیکھکر اسلام کی دل شاداں ہوگا

م۔ منور احمدیت کی شعاعوں سے جہاں ہوگا
ہماری ہی زمیں ہوگی ہمارا آسماں ہوگا
ب۔ بروز احمد مرسل جہان میں کامراں ہوگا
مگر وہ دین ہر اک دشمن پہ شدت سے گراں ہوگا
ا۔ اسے نور صداقت جب نظر آئے گا ہم سب میں
مخالف خود ہی دیکھیگا مقام اسکا کہاں ہوگا
ر۔ رہینگے ہم ہی دنیا میں ہمیشہ کامراں ہو کر
مخالف کی زبانوں پر بھی اس حق کا بیاں ہوگا
ک۔ کھلیگا غنچۂ دل دیکھ کر اسلام کی رونق ٭ ترقی دیکھ کر اسلام کی دل شاداں ہوگا
ہ۔ ہمارے سامنے اٹھنے سے رہ جائیں گے سب دشمن
روانہ جس طرف دنیا میں اپنا کارواں ہوگا
س۔ ستائش ہر طرف دنیا میں ہوگی دین احمد کی
جدھر دیکھو گے تم ذکر حبیب دو جہاں ہوگا
ل۔ لوائے احمد مرسل ہی لہرائیگا دنیا میں
زمیں پر نور ہوگی اور منور آسماں ہوگا
ط۔ طریق احمدی ہی سے جہاں میں نور پھیلیگا
نئی پھر یہ زمیں ہوگی نیا پھر آسماں ہوگا
ا۔ امید ہر احمدی کو ہے خدا کا دین پھیلے گا
عیاں ہو جائیگا وہ نور باطن جو نہاں ہوگا
ن۔ نیا نور فراست مجلس آرائے یقیں ہوگا
یہی دنیا میں احمد کی صداقت کا نشاں ہوگا
ہ۔ ہمارا ہی علم ہوگا جو لہرائے گا دنیا میں
مٹے گی جس پہ دنیا وہ ہمارا ہی نشاں ہوگا

(راقمہ مبارکہ سلطانہ بیگم اہلیہ محمد اسحاق خان صاحب از کلکتہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلافت ثانیہ کی حقانیت پر خدائی شہادت

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن نشانات کے ساتھ دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ ان میں سے ایک نشان اور دلیل یہ ہے۔ فرمایا:۔

"مومن کامل پر ایسے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ جو نہ صرف اسکی ذات یا اس کے واسطے داروں سے متعلق ہوں۔ بلکہ جو کچھ دنیا میں قضا و قدر نازل ہونے والی ہے۔ یا بعض دنیا کے افراد مشہورہ پر کچھ تغیرات آنے والے ہیں۔ ان سے برگزیدہ مومن کو اکثر اوقات خبر دی جاتی ہے"۔ (آسمانی فیصلہ ص۱۴)

اور پھر اس دلیل کو حضور علیہ السلام نے اپنی متعدد تصانیف اور تقاریر میں اپنے دعاوی کی تائید میں پیش کرتے ہوئے مخالفین سے بطور تحدی خطاب کیا۔ کہ:۔

"اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی میری برابری کر سکے۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں"۔ (اربعین نمبر ۱ صـ۴)

مگر باوجود اس قسم کی تحدیوں کے کسی مخالف کو اس طریق فیصلہ کے ذریعہ آکر آزمانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور ہوتی بھی کیونکر ؎

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

غرض مخالفین نے اپنے عجز اور مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ کر کے ظاہر کر دیا۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی صادق و راستباز تھے۔ حضور کے وصال اور پھر خلافت اولیٰ کے شش سالہ کامیاب دور کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے حضرت "محمود" ایدہ الودود کو متعدد پیشگوئیوں کے مطابق خلافت ثانیہ کے خلعت سے مزین فرمایا۔ اور جماعت کا ایک حصہ کٹ کر الگ ہو گیا۔ تو ایسے لوگوں کو ہدایت تبانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو منجملہ دیگر نشانات کے ایک مندرجہ بالا نشان عطا کیا۔ چنانچہ آپ نے بھی دعویٰ فرمایا۔ کہ:۔

(الف) "سینکڑوں دفعہ مجھ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب کو ظاہر فرمایا ہے"۔ (احمدیت یعنی حقیقی اسلام صـ۱۲۰)

(ب) ایسا ہی ایک تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیوض و برکات کے ذکر میں فرمایا کہ:۔

"آپ کی جماعت میں بھی ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ اور خود مجھ سے ہزاروں مرتبہ اس نے باتیں کی ہیں"۔ (تبلیغ حق لیکچر لائل پور صـ۸۲)

اب ذیل میں بطور نمونہ چند ایسے نشانات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو قبل از وقت اطلاع دے دی تھی۔ حالانکہ ان سے پیشتر سامان ان امور کے وجود میں آنے کے بالکل مخالف تھے۔ تاکہ سعید روحیں ان سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ اور احمدی اصحاب کے ایمانوں میں زیادتی پیدا ہو۔

۱۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو ۱۹۲۴ء کے سفر یورپ سے قبل اور دوران سفر میں متعدد رؤیا دکھائے گئے۔ جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں نے دیکھا۔ کہ ایک عورت فوت ہو گئی ہے۔ اور میں جنوب کی طرف دوڑا ہوں۔ وہاں دیکھا۔ کہ میر صاحب (حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی مراد ہیں۔ ناقل) لیٹے ہوئے ہیں۔ اور وہاں کچھ شور ہو رہا ہے۔ اور میں منع کر رہا ہوں۔ کہ میر صاحب ضعیف اور کمزور ہیں۔ ان کو تکلیف ہو گی۔ تب میر صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا۔ نہیں۔ میں تو بالکل اچھا اور تندرست ہوں۔ تب میں نے سمجھا۔ کہ بڑھاپے سے صحت پانا تو اس دنیا کی بات نہیں"۔ (الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۴ء صـ۶)

اسی طرح فرمایا:۔

"جب واپس آیا۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ میری ایک ڈاڑھ ہل گئی ہے"۔

نیز فرمایا:۔

"پھر جہاز میں جاگتے ہوئے ایک عورت کی زور زور کے ساتھ چیخوں کی آواز سنی اور وہ تاریخ وہی تھی۔ جس میں میری دوسری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا"۔ (ایضاً)

غرض اس قسم کی کئی رؤیا ہوئیں جن میں حضرت میر ناصر نواب صاحب۔ سیدہ امۃ الحی بیگم صاحبہ اور ایک بچہ کی وفات کے علاوہ ایک بچہ کی ولادت کی خبریں دی گئی تھیں۔ چنانچہ یہ سب باتیں انہی ایام میں پوری ہو گئیں۔

(۲) اپریل ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے جناب خانصاحب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب کو تبایا۔ کہ کشفی حالت میں "میں نے سامنے کسی چیز پر جیسے دیوار ہوتی ہے۔ "محمد علی" لکھا ہوا دیکھا۔ جو میرے دیکھتے دیکھتے مٹ گیا۔ خدا جانے اس سے کون محمد علی مراد ہے۔ ایک تو آپ کے بھائی مولانا محمد علی اس وقت ہندوستان میں مشہور ہیں۔ دوسرے مولوی محمد علی صاحب غیر مبائع ہیں۔ اور تیسرے محمد علی جناح"۔

(الفضل جلد ۱۹ ع۴۸ صـ۷)

حضور کا یہ کشف جناب خانصاحب مولوی ذوالفقار علی صاحب (برادر اکبر مولانا محمد علی و شوکت علی صاحبان) نے اپنے داماد بابو عبد الحکیم صاحب شملہ کو سنا دیا۔ اور ساتھ ہی کہا۔ کہ حضور کے اس کشف سے مجھے اضطراب ہے۔ میں تمہیں سناتا ہوں۔ تم دہلی میں رہتے ہو۔ محمد علی صاحب سے اس کا ذکر نہ کرنا"۔

چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے اس کشف کے دو سال نو ماہ بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے دیکھتے دیکھتے یعنی حضور کی زندگی میں ۴ر جنوری ۱۹۳۱ء کو مولانا محمد علی صاحب برادر جناب خان صاحب مولوی ذوالفقار علی خاں صاحب لنڈن میں وفات پا گئے۔

۳۔ جب شیخ عبد الرحمٰن مصری جو اس وقت کے فتنہ مصری کے بانی مبانی ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں مصر سے واپس آئے۔ تو اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو رؤیا میں تبایا گیا۔ کہ شیخ صاحب کا خیال رکھنا۔ یہ مرتد ہو جائیں گے۔ چنانچہ حضور نے صدر انجمن احمدیہ کو توجہ دلائی۔ کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔

اس رؤیا کی تفصیل اور اسکی بابت شہادت کا ذکر حضور نے اپنے ایک خطبہ میں بیان فرما دیا ہے۔ جو کہ الفضل ۲ر نومبر ۱۹۳۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جبکہ اس رؤیا میں تبایا گیا تھا۔ بائیس برس بعد ۱۹۳۷ء میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے خلافت ثانیہ سے ارتداد اختیار کیا۔

۴۔ جماعت احمدیہ کے خلاف جو بڑے بڑے فتنے اٹھے۔ ان میں سے ایک فتنہ احرار کا ہے۔ جب احرار دندناتے ہوئے سات کروڑ مسلمانان ہند کی نمائندگی کا دعوے کرتے تھے۔ اور لوگوں میں بھی ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی تھی۔ گویا احرار کا طوطی بول رہا تھا۔ تو ایسے حالات میں حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک خطبہ میں علی الاعلان یہ پیشگوئی فرمائی کہ

"زمین ہمارے (احراری) دشمنوں کے پاؤں سے نکل رہی ہے۔ اور میں ان کی شکست کو ان کے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔ وہ جتنے زیادہ منصوبے کرتے اور اپنی کامیابی کے نعرے لگاتے ہیں۔ اتنی ہی نمایاں مجھے ان کی موت دکھائی دیتی ہے"۔

(الفضل ۳۰ر مئی ۱۹۳۵ء صـ۵)

جب حضور نے یہ اعلان فرمایا۔ تو معاندین نے اسکو نہ صرف کچھ وقعت نہ دی۔ بلکہ اس پر تمسخر اور استہزاء کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے یکدم غیب سے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ جن کے نتیجہ میں احرار کو کامل ذلت اور شکست ہوئی۔ اور ان کی حالت موت سے بدتر ہو گئی۔ ان سامانوں میں سے ایک قضیہ شہید گنج کا تھا۔ جس کا احرار کے خلاف ایسا اثر ہوا۔ کہ تقریباً تمام مسلمان ان احرار سے بدظن ہو گئے۔ اور یہ قضیہ احرار کے لئے ملک الموت ثابت ہو گیا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر احراری امیر شریعت مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے لاہور میں ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ:۔

"اڑھائی برس تک جو پھندا (مسجد شہید گنج کا۔ ناقل) آپ نے ہمارے گلوں میں ڈالا ہے۔ نہ پھندا ہی نکلتا ہے۔ نہ دم ہی نکلتا ہے"۔ (اخبار احسان لاہور یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

بلکہ احراری امیر شریعت نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی پیشگوئی کے مطابق احرار کی ناکامی و نامرادی کا الفاظ ذیل میں صاف اقرار کیا۔ کہ:۔

"سر فضل حسین نے سر ظفر اللہ کے معاملہ میں کہا تھا۔ کہ مجلس احرار نے میرے خلاف شور مچا رکھا ہے۔ لیکن مجھے فضل حسین نہ کہنا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر مجلس احرار کو خاک میں نہ ملا دوں۔ اس نے ایسا کر کے دکھا دیا۔"

(اخبار احسان لاہور یکم اپریل ۱۹۳۸ء)

یہاں تک ہی بس نہیں۔ اخبار احسان مذکور جو جماعت احمدیہ کا دشمن مگر احرار کا بہت بڑا حامی و معاون تھا۔ اس نے اس سے بھی بڑھ کر یعنی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی فرمودہ پیشگوئی کے الفاظ میں ہی اسکی صداقت کا اعتراف کرتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ:۔

"سر سکندر نے انہیں (یعنی احرار کو۔ ناقل) ان کے داؤں پر مارا۔ وہ ایک دلیرانہ بیان لے کر قوم کے سامنے آئے۔ **جس سے احراریوں کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔**" (احسان ۸ر اکتوبر ۱۹۳۸ء)

اب کہاں تو وہ حالت جبکہ احرار کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور کہاں یہ حالت کہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم اصحاب بھی احرار کی موت کا نوحہ کرتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کی پیشگوئی کے احرار کے حق میں پورا ہو چکنے کا اقرار کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ گورو "ارجن سنگھ عاجز ایڈیٹر اخبار رنگین امرتسر" نے " احراریوں کی تیس مار خانی "مرزا محمود کی پیشگوئی پوری ہو گئی"" کے دوہرے جلی عنوان سے ایک اشتہار مطبوعہ سردار پریس امرتسر میں لکھا تھا۔ کہ:۔

" تھوڑا عرصہ ہوا۔ کہ میرزا بشیر الدین محمود امام جماعت مرزائیہ نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ احراریوں کے پاؤں تلے سے زمین نکلتی جا رہی ہے۔ یہ پیشگوئی آج بالکل پوری ہو رہی ہے۔"

غرض اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں جو خدا تعالےٰ نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پر ظاہر فرمائیں۔ جنہوں نے پوری ہو کر "لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا" کے ارشاد باری تعالےٰ کے مطابق ثابت کر دیا۔ کہ آپ حق و صداقت اور راستی پر ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا آپ سے اور آپ کا اپنے مولیٰ کریم سے گہرا تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے غیر مبایعین کی آنکھوں کو بھی اس نور سے

مختصر کارنامہ عہد خلافت حضرت حکیم الامتہ حاجی حافظ مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نور اللہ مرقدہٗ

(از عاجز ذوالفقار علی خاں گوہر)

بند دوم

ہو صلوٰۃ احمدؐ پہ یارب تا ابد تیرا اسلام
آلِ احمدؐ پہ ہوں یارب رحمتیں نازل تری
شکر ہو کیونکر ادا تیرا مرے ربّ کریم
جن کے علم و فضل سے ملّت کی رونق بڑھ گئی
سخت دل اندوز موقعہ رحلتِ احمدؐ کا تھا
سخت غمگیں اور مضطر تھے دلِ وابستگان
تو نے نور الدینِ اعظمؓ کو خلافت بخش دی
مرحبا اس پیر مردِ با صفا و صدق پر
حکمت یونانیہ کو جس کے دم سے تھا فروغ
جس نے دی تعلیم قرآں و حدیثِ مصطفٰےؐ
پر نبوت اور خلافت لازم و ملزوم ہے
مردِ واحد ہو خلیفہ سنّت اللہ ہے یہی
مومنوں پر ہر خلیفہ کی اطاعت فرض ہے
احمدیہ مدرسہ کی اس نے پھر ڈالی بنا
حضرتِ احمدؐ کی منشائے مبارک تھی یہی
مصلح موعود یعنی حضرتِ محمود کو
آپ کے عہدِ مبارک میں کھلا لندن مشن
چودھری فتح محمدؐ کو روانہ کر دیا
اہلِ مغرب کے لئے مسموم کہتے تھے جسے
آخرش فتح محمدؐ کو ملی فتح مبیں
گھونسلوں میں احمدیت کے بسیں چڑیاں سفید
جن کے سینوں میں نفاق و حبّ و جاہ و مال تھا
نام پر اسلام کے چندوں کی خواہش بڑھ گئی
کب گوارا اس کو کرتی احمدی کی آن بان
اور فرمایا کہ ہم خود تم کو دیں گے نصف لاکھ
خون جس کے منہ کو لگ جاتا ہے چھٹ سکتا نہیں
ایک پرچہ چاہیئے تھا کاسۂ سائل بنے
نام تھا پیغام صلح تھا پیامِ جنگ وہ
تھا امامِ وقت کا ناصر خدائے لم یزل
دورِ شش سالہ میں نور الدینؓ کے حق نے کر دیا
جن کے آگے بھاگ نکلے باغیوں کے سرگروہ
چند آنے انجمن میں چھوڑ کر چلتے بنے
حضرتِ محمود احمدؐ کو خلیفہ کر دیا
ایک بیٹا ہوگا تیرا ماہوش یوسف جمال
ہوگا وہ فرزندِ دلبندِ جہان و ارجمند
مصلح موعود ہوگا وہ اولو العزم بلند
یہ پسر وہ ہے جو ہے اپنے پسر کی یادگار
اس سے ٹکرا کر زمیں زیر و زبر ہو جائے گی
دشمنِ محمود ہے خود دشمنِ عقل و خرد

تیرے فضل و قرب میں بڑھتا رہے اسکا مقام
سایہ فضل و کرم کا تیرا رہے ان پر مدام
احمدیت کو دیئے بر وقت تو نے وہ امام
ہو گیا مضطر دلوں میں پھر سکوں کا انتظام
قوم مسکیں کے دلوں پر تھا غموں کا اژدہام
الوصیت دے چکی تھی گو خلافت کا پیام
کر دیا تعلیم و ملّی تربیت کا اہتمام
نسلِ فاروقی میں پایا جس نے صدیقی مقام
حکمتِ ایمانیہ جس نے سکھائی صبح و شام
جس نے سمجھایا خلافت آسمانی ہے نظام
آیتہ استخلاف سے ظاہر ہے اس کا احترام
ہو نہیں سکتی نبی کی انجمن قائم مقام
ظلم ہے کفرِ خلافت پیش ربّ ذی الکرام
کر دیا تعلیم دینی کا مناسب انتظام
قادیاں میں ایک دینی مدرسہ کا ہو قیام
دے دیا اس مدرسہ کا انتظام و اہتمام
نامناسب ہاتھ میں جب آپ نے دیکھا یہ کام
اہلِ لندن کو سنائیں تاکہ احمدؐ کا پیام
سب۔ کمال الدین خواجہ اور ان کے ہمکلام
اہلِ لندن میں ہوا مقبول احمدؐ کا پیام
اصلیت اسلام کی کھلتی رہی باالالتزام
بن گئے، دوکنگ کی مسجد میں وہ جا کر امام
ہاتھ پھیلانے لگے غیروں کے آگے صبح و شام
کی خلافت نے پھر اس بے غیرتی کی روک تھام
احمدیت کی کرو تبلیغ اور چھوڑو یہ کام
ہو گئی طمع زر اندوزی بالآخر بے لگام
کاسہ لیسی کے لئے لاہور سے نکلا پیام
اصل مقصد تھا خلافت کا مٹانا احترام
فتنے اٹھتے اور رہ جاتے تھے بے نیل مرام
ایک سپہ سالار کو تیار با صد احتشام
ہاتھ میں جس وقت لی اس نے خلافت کی زمام
ترجمہ قرآں کا کر کے باغیوں کے پیش امام
اس خدا نے جس نے احمدؐ کو دیا تھا یہ پیام
دور کر دیگا اندھیرا آکے وہ ماہ تمام
ہیں بشیر الدین اور فضل عمر سب اسکے نام
خلق و احساں میں وہی ہوگا ترا قائم مقام
عرش کے آغوش میں محفوظ ہے اسکا مقام
ہے یدِ قدرت میں جو برپا کیا اس نے نظام
دشمنِ اسلام ہے وہ دشمنِ خیر الانام

طبیہ عجائب گھر کے چند خاص الخاص مجربات

(۱) **روحِ نشاط**:۔ یہ بیش قیمت جواہرات سونا۔ چاندی۔ عنبر۔ مروارید وغیرہ اجزاء سے مرکب ہے۔ اس کا استعمال مردہ دلوں کے اندر روح زندگی پیدا کرتا ہے۔ اور قلبی عوارض کو دور کر کے طبیعت میں نئی جولانی۔ امنگ اور بشاشت پیدا کرتا ہے۔

(۲) **بسنت مالتی رس**:۔ ویدک طب کی ایک مایۂ ناز چیز ہے۔ جو سونا چاندی مروارید وغیرہ سے کئی ماہ کی محنت شاقہ سے طیار کی جاتی ہے۔ روح نشاط کے ساتھ اس کا استعمال نورٌ علیٰ نور ہے اور اس کا علیحدہ استعمال بھی قلبی امراض۔ ضعف سنگرہنی۔ اسہال اور بخار وغیرہ امراض میں بے حد نافع ہے۔

(۳) **کیمیائے عشرت**:۔ امساک کے لئے خاص چیز ہے۔ اس کے اجزاء میں گولڈ کلورائیڈ۔ عنبر۔ زعفران وغیرہ شامل ہیں۔ قوت کو بڑھاتی ہے۔ اور طبیعت میں سرور پیدا کرتی ہے۔ زیادہ تعریف مناسب نہیں۔ استعمال کر کے دیکھیں۔

(۴) **زد جامِ عشق**:۔ یہ وہی شہرۂ آفاق نسخہ ہے۔ جو رؤسا اور امراء استعمال کرتے ہیں۔ تفصیلی بیان کی گنجائش نہیں۔ اس سے بڑھ کر مبہی شاید ہی کوئی دوا ہو۔ آزما کے دیکھیں۔

کئی شہادتوں میں سے صرف ایک ملاحظہ کریں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب فرماتے ہیں:۔ "میں طبیہ عجائب گھر سے ایک عرصے سے ادویہ وغیرہ لیتا رہا ہوں۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے مالک طبیہ عجائب گھر نہایت شوق۔ محنت اور دیانتداری سے ادویہ تیار کرتے ہیں۔ اور پوری کوشش سے خالص اور اعلیٰ درجہ کے مفردات مہیا کرتے ہیں۔ یونانی اور ویدک ادویہ یہاں سے نہایت اعلیٰ درجہ کی مل سکتی ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو دوست بھی ان سے ادویہ خرید فرمائیں گے۔ وہ ہر طرح سے مطمئن ہوں گے۔ خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے متعدد نسخہ جات اعلیٰ درجہ کی ادویہ سے تیار رکھے جاتے ہیں۔"

فہرست مفت طلب کریں۔

پروپرائٹر طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقامِ محمود کی ایک جھلک

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی حقانیت کے متعلق خدا تعالیٰ کی فعلی شہادات

دو الہامی شعر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو الہامی شعر ہیں۔ جو ۱۸۹۱ء میں آپ پر نازل ہوئے۔ ان میں اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ ؎

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا
(تذکرہ صفحہ ۱۷۴)

یعنی وہ مسیح موعود جو میں نے تمہاری رہبری کے لئے بھیجا ہے۔ تمہیں اسکی مسیحیت میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ دنیا میں اگر کوئی حاذق طبیب ہو۔ تو تم اسے مسیح الزمان کہہ دیا کرتے ہو۔ بلکہ تم اپنے معشوقوں کو بھی مسیحا کہہ کر یاد کرتے اور ان کے متعلق یہ کہتے پھرتے ہو۔ کہ وہ مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مگر تمہیں اگر انکار ہے تو اس مسیح کو ماننے سے جسکی مماثلت خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتوں سے ثابت ہے یہ کیسا اندھیر اور ظلم ہے۔ کہ تم تو جسکو چاہو۔ مسیح بنا دو۔ مگر جس شخص کی مسیح سے مماثلت خدا تعالیٰ اپنی فعلی شہادتوں سے ظاہر کر رہا ہو۔ تمہیں اسکی مسیحیت کو تسلیم کرنے سے انکار ہو۔

ان الہامی اشعار میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ مماثلت پہچاننے کا بہترین ذریعہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔ اگر زمین و آسمان کا خدا جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اپنی طاقتوں اور قدرتوں کا جلوہ دکھا کر کسی شخص کی مماثلت ظاہر کر رہا ہو۔ تو عقلمند انسان کا یہی کام ہوتا ہے۔ کہ اس فعلی شہادت کے بعد اپنے اجتہاد کو ترک کر دے۔ اور جو کچھ خدا ظاہر کر رہا ہو۔ اس پر صدق دل سے ایمان لائے سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں یہ امر بارہا بیان ہو چکا ہے۔ کہ ہمارے آقا و مطاع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو الہامات نازل فرمائے ان میں سے بعض الہامات میں آپ کو حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر قرار دیا گیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مماثلت حاصل ہے۔ اور چونکہ الہام الٰہی سے بھی یہ امر ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مماثلت پہچاننے کا بہترین ذریعہ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔ اسلئے ہمیں غور کرنا چاہیئے! کہ آیا واقعہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے حضور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کر دیا ہے؟

اس غرض کے لئے جب ہم عہد خلافت ثانیہ کے گذشتہ پچیس سالہ کامیاب دور پر نظر دوڑاتے ہیں۔ تو ہمیں اس میں خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت کے کئی ایمان افزاء نظارے نظر آتے ہیں جن سے یہ امر حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ واقعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔

لنڈن میں لیکچر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ رویا میں دیکھا۔ کہ "میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں۔ اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے۔ جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ان کے رنگ سفید تھے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵) یہ امر ہر شخص جانتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں نہ لنڈن تشریف لے گئے۔ اور نہ آپ کو اسلام کی صداقت کے متعلق وہاں کوئی مضمون بیان کرنے کا موقعہ ملا۔ البتہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۹۲۴ء میں لنڈن تشریف لے گئے۔ اور صداقت اسلام کے متعلق وہاں حضور کا ایک عظیم الشان مضمون پڑھا گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے حضور کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر ثابت کر دیا۔ کیونکہ رویا یہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لنڈن تشریف لے جائیں گے۔ اور صداقت اسلام واضح فرمائیں گے۔ مگر حضور نہ گئے۔ پس اب ضروری تھا۔ کہ یہ رویا کسی ایسے شخص کے ذریعہ پورا ہوتا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ہوتا۔ اور جس کا جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانا متصور ہوتا۔ سو خدا نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ موقع عطا فرمایا۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت سے حضور کا نظیر مسیح ہونا ثابت ہو گیا۔

جلسہ اعظم مذاہب لاہور کا نظارہ

اسی ضمن میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک اور مماثلت یہ ہے۔ کہ جیسا کہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون تمام مضامین پر بالا رہا۔ اور تمام اخبارات نے اس کا اعتراف کیا۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا مضمون کانفرنس مذاہب لنڈن میں تمام مضامین پر بالا رہا۔ اور تمام اخبارات نے اس کا اعتراف کیا۔ پھر جس طرح جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشہور مضمون حضور کے فصیح اللسان سیالکوٹی فاضل (حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی) نے پڑھا تھا۔ اسی طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مضمون حضور کے فصیح اللسان سیالکوٹی فاضل (آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب) نے پڑھا۔

لڈگیٹ یا باب لُد کے پاس دجال کا قتل

احادیث میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ مسیح موعود دجال کو باب لد کے پاس قتل کریگا۔ یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پوری فرمائی اور اس طرح آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کر دیا۔ کیونکہ وہ کمپنی جس کے ماتحت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سفر یورپ کیا تھا۔ اس کا دفتر لڈگیٹ میں قائم تھا۔ جس کا ترجمہ باب لد کے سوا اور کچھ نہیں اور حضور کے نام تمام خط و کتابت اسی لڈگیٹ کی وساطت سے ہوئی۔ تا یہ امر اس بات کا ایک نشان ہو۔ کہ جو کامیابی لنڈن میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ وہ دجال کی فوجوں کی شکست فاش کا ذریعہ ہوگی۔ غرض اس پیشگوئی کا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پورا ہونا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے جدا نہیں۔ یا بالفاظ دیگر حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔

ذوالقرنین مغرب میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اپنے آپ کو ذوالقرنین قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں۔ اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے" (صفحہ ۱۰۱)

اب ایک طرف اس دعوے کو دیکھئے۔ اور دوسری طرف قرآن شریف کو کھولئے۔ تو اس میں صاف یہ لکھا ہوا نظر آئے گا۔ کہ حتّٰی اذا بلغ مغرب الشمس۔ یعنی ذوالقرنین ایک زمانہ میں مغربی ممالک کا سفر کرے گا۔ مگر تمام دنیا جانتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مغربی ممالک کا کوئی سفر نہیں کیا۔ پس پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہونا ابھی باقی تھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے ۱۹۲۴ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پورا فرمایا۔ اور اس طرح اسکی فعلی شہادت نے ثابت کر دیا۔ کہ آپ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو علیحدہ وجود نہیں۔ بلکہ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔

منارہ بیضاء کے پاس نزول

خدا تعالیٰ کی ایک اور فعلی شہادت جس سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ثابت ہوتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ احادیث میں یہ پیشگوئی بیان کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی گئی تھی۔ کہ مسیح موعود دمشق کے منارہ بیضا کے پاس اتریگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تو دمشق جانے کا موقع نہ ملا۔ البتہ خداتعالیٰ نے حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو یہ موقع عطا فرمادیا۔ چنانچہ حضور ۱۹۲۴ء میں جب یورپ تشریف لے گئے۔ تو دمشق میں بھی ٹھیرے۔ اور حکمت الٰہیہ کے ماتحت آپ کا قیام عین دمشق کے منارہ بیضا کے پاس ہوُا۔ چنانچہ حضور کے حالاتِ سفر میں لکھا ہے۔

"۶ر اگست ۱۹۲۴ء کی صبح کو حضور نے نماز صبح اسی (سنترال) میں خدام ہمرکاب کے ساتھ پڑھی۔ سلام پھیرا۔ تو منارہ مسجد کی طرف نظر پڑی۔ جو بیضا تھا۔ اور حضور اس کے مشرقی جانب سنترال ہوٹل میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ معًا اللہ تعالےٰ نے دل میں ڈالا کہ یہی وہ منارۃ البیضاء ہے جس کے متعلق وارد ہے۔ کہ مسیح عند منارۃ البیضاء نازل ہوگا۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ حضور کے لختِ جگر اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود ؑ کے نظیر کا اس مقام پر نازل ہونا خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی نزول تھا۔"

(الفضل ۶ر ستمبر ۱۹۲۴ء)

اس ضمن میں اس امر کا ذکر بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح قادیان کے منارہ بیضاء کی تکمیل حضور کے ہاتھوں ہوئی۔ اسی طرح دمشق کے منارہ بیضاء کے پاس بھی آپ کا ہی نزول ہوُا۔ اور اس طرح خداتعالےٰ کی فعلی شہادت نے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نظیر ثابت کردیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی تحریر فرمایا تھا۔

"اگر ظاہر پر ہی ان بعض مختلف حدیثوں کو جو ہنوز ہماری حالتِ موجودہ سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ محمول کیا جائے۔ تب بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ خداتعالیٰ ان پیشگوئیوں کو اس عاجز کے ایک ایسے کامل متبع کے ذریعہ سے کسی زمانہ میں پورا کر دیوے۔ جو منجانب اللہ مثیل مسیح کا مرتبہ رکھتا ہوگا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۶۵)

پانچ ہزار سپاہی

۱۸۹۱ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک کشف دیکھا۔ جس میں آپ کو بتایا گیا۔ کہ آپ کو "پانچہزار سپاہی دیا جائے گا۔"

(تذکرہ صفحہ ۱۹۱)

خداتعالےٰ نے یہ پیشگوئی بھی حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر تحریک جدید کی مالی قربانی میں حصہ لینے والوں کے ذریعہ پوری فرمائی۔ اور اس طرح ظاہر ہوگیا۔ کہ آپ کو پانچ ہزار سپاہی دیا جانا درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہی پانچہزار سپاہی دیا جانا ہے۔ اور آپ کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے علیٰحدہ نہیں۔ بلکہ بوجہ "نظیر" ہونے کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں ہی شامل ہیں۔

حقائق و معارف

حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس طرح بھی مماثلت ظاہر ہے۔ کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقائق و معارف عطا فرمائے تھے۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بھی اس نے حقائق و معارف بخشے ہیں۔ چنانچہ حضور کئی دفعہ مخالف علماء کو تفسیر نویسی میں مقابلہ کا چیلنج دے چکے ہیں۔ مگر کسی شخص کو یہ ہمت نہیں ہوئی۔ کہ آپ کے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی رکوع کی تفسیر لکھ سکے۔

قوّتِ جاذبہ

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے حیرت انگیز طور پر قوت جاذبہ عطا فرمائی تھی۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی قوت جاذبہ بھی حیرت انگیز ہے۔ لاکھوں لوگ آپ کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ اور پروانہ وار آپ پر تصدق اور قربان ہوتے ہیں۔

تحریر

پھر جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم قرار دیا تھا۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ کو بھی اس نے تحریر میں وہ کمال عطا فرمایا ہے۔ کہ آج دنیا اسے دیکھ کر دنگ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اگر دیکھی جائیں۔ تو دونوں میں ایک ہی رنگ جھلکتا ہوُا نظر آتا ہے

تقریر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تقریر کا ملکہ بھی عطا فرمایا ہوُا تھا۔ اور یہ ملکہ بھی حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ میں موجود ہے۔

تبلیغ

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام دن رات تبلیغ میں مصروف رہتے تھے۔ اور آپ کی خواہش تھی۔ کہ تھوڑے سے تھوڑے عرصہ میں احمدیت کی آواز دنیا کے دور سے دور علاقوں تک پہنچ جائے۔ اور جلد سے جلد لوگ داخل اسلام ہوں۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو دن رات تبلیغ احمدیت کا خیال رہتا ہے۔ اور حضور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر وقت بیقرار رہتے ہیں۔ یہ امر بھی حضور کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مماثلت ظاہر کرتا ہے۔

پاکیزہ کلام

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت پاکیزہ اشعار کہا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نہایت پاکیزہ اشعار کہتے ہیں۔ درثمین کا اگر پہلا درجہ ہے۔ تو کلام محمود کا دوسرا درجہ۔

مقدمات کا سلسلہ

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دشمنوں کی طرف سے کثرت سے مقدمات ہوئے۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ پر بھی کئی مقدمات دشمنوں کی طرف سے دائر ہوچکے ہیں۔ اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن ناکام و نامراد ہوئے۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے دشمن بھی باوجود مقدمات دائر کرنے کے ناکام و نامراد رہے۔

بیماری

پھر جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر بیمار رہا کرتے تھے۔ اسی طرح اس مماثلت سے حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بھی حصہ ملا ہے۔ اور حضور کی طبیعت بھی اکثر ناساز رہتی ہے۔

الہامات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ کی مماثلت اس طرح بھی ظاہر ہے۔ کہ بعض الہامات جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوئے۔ اسی طرح یا معمولی تغیر کے ساتھ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو بھی ہوئے۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوُا۔ ونمزق الاعداء کل ممزق (تذکرہ صفحہ ۲۵۱) کہ ہم دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے۔ اسی طرح حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو غیرمبایعین کے متعلق الہام ہوُا۔ کہ لیمزقنھم کہ اللہ تعالیٰ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کردیگا۔

غرض اللہ تعالےٰ کی فعلی شہادت ظاہر کررہی ہے۔ کہ حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نظیر ہیں۔ پس افسوس ان پر جو آپ کے مخالف ہوئے۔ مگر مبارک ہیں وہ جنہیں آپ کی بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ انہوں نے آپ کی اطاعت کا کامل نمونہ دکھایا۔ مولوی محمد یعقوب طاہر نائب مدیر الفضل۔

گونج اٹھی ہے صدائے قادیاں

بھا گئی مجھ کو ادائے قادیاں
دلکش و رنگیں فضائے قادیاں
جب سے دل ہے مبتلائے قادیاں
کچھ نہیں جچتا سوائے قادیاں
دردِ فرقت سے مرا جاتا ہوں میں
لے مری مجھکو ادائے قادیاں
اے نصیبا یہ بڑا احسان ہو
جلد تر مجھکو دکھائے قادیاں
تاج و افسر کی نہیں پروا مجھے
بن رہوں گا خاک پائے قادیاں
قادیاں ہے خطۂ جنت نشاں
ہو نہیں سکتی ثنائے قادیاں
وہ نمازِ شوق اور قرآں کا درس
ہو میسر پھر دعائے قادیاں
اُف بہشتی مقبرے کی یاد بھی
دل کو تڑپاتی ہے ہائے قادیاں
جیتے جی پہنچوں جو در پر یار کے
پھر نہ چھوڑوں گا قبائے قادیاں
لشکر محمود پھیلا ہر طرف
گونج اٹھی ہے صدائے قادیاں
اے صبا کہنا مرا سب کو سلام
بحر و بر سے جب تو جائے قادیاں
ہے یہ روحانی مریضوں کا مطب
ہے دمِ عیسیٰ۔ صبائے قادیاں
فکر فردا کیا تجھے لاتقنطوا
ہے ظفر جب تو گدائے قادیاں

ظفر الحسن بیلانی ہانگ کانگ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار سپاہیوں والی پیشگوئی کے پورا کرنے میں حصہ لینے والے وہ لوگ جو تحریک جدید کے جہاد کبیر میں قربانیاں کر رہے ہیں" ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ "دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید" میں خود تشریف لا کر اپنا پانچ سالہ حساب ملاحظہ فرمالیں۔ اگر کسی گذشتہ سالوں میں سے کوئی سال خالی ہو یا سابقون میں آنے کیلئے کچھ کمی ہو تو اسکے ازالہ کا بھی تصفیہ فرمالیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران فاروق سے ضروری گذارش

فاروق کی موجودہ حالت اور اسکی نہایت کم چندہ اڑھائی روپیہ سالانہ قیمت اس امر کی مقتضی تھی۔ کہ اسکی اشاعت چار ہزار تک ہو جاتی۔ مگر احباب نے ابھی اس طرف پوری توجہ نہیں کی جس کی وجہ سے اشاعت کم رہی۔ امید ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر احباب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشاد کو پورا کرنے میں پوری کوشش کریں گے۔ جو کہ حضور نے فاروق کے متعلق فرمایا:-

"احباب کوشش کریں۔ کہ فاروق زیادہ سے زیادہ تعداد میں جماعت میں پھیل جائے"۔

اب جبکہ جنگ کی وجہ سے ہر چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اور کاغذ کی قیمت دوگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ اسی طرح چھپوائی کی اجرت میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

فاروق تحریک کا اخبار ہے۔ جس کا سالانہ چندہ باوجود گرانی کاغذ و دیگر مصارف مطبع کے صرف ڈھائی روپیہ سالانہ ہے۔ اور وہ ہر انگریزی مہینے میں چار بار ۱۲ صفحہ پر شائع ہوتا ہے۔ بنا بریں تحریک جدید کے کارکنان کا ذاتی فرض ہے۔ کہ وہ فاروق کی اشاعت بڑھانے میں سرتوڑ کوشش کریں۔ کیونکہ ان کے متعلق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ارشاد ہے

کہ "تحریک جدید کے کارکن تمام جماعتوں میں فاروق کی اشاعت کے لئے کوشش کریں"۔ (چٹھی انچارج تحریک جدید مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء)

پس تحریک جدید کے کارکن حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنا عملی نمونہ پیش کر دیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے دلوں میں اس گذارش کی قبولیت کا القاء کرے۔ اور آپ کو اسکی تعمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار منیجر اخبار فاروق قادیان۔

ترانۂ عقیدت

خلیفہ ہمارا خدا نے بنایا — خلافت کا تاج اس کے سر پر سجایا
جو اٹھا مقابل میں اسکو گرایا — کرشمہ یہ قدرت کا اپنی دکھایا
عدو چاہتا تھا کہ پامال کردے — مگر دستِ قدرت نے اسکو بڑھایا
نشانہ بنا قہرِ حق کا جہاں میں — وہ جس نے کہ الزام اس پر لگایا
ملا ہم کو آقا وہ فضلِ خدا سے — مسِ خام کو جس نے کندن بنایا
زمیں کے کناروں تک اسکی ہے شہرت — فرشتوں نے خود اس کا ڈنکا بجایا
نہ احساں یہ بھولے گا ہم کو کبھی بھی — کہ اس نے خدا سے ہے ہمکو ملایا
حقیقت ہے یہ۔ جھوٹ مطلق نہیں ہے — ہمیں سیدھا رستہ اسی نے دکھایا
ضلالت کا غلبہ تھا ہر سو جہاں میں — گناہوں کا بادل سروں پر تھا چھایا
مگر آج چاروں طرف ہے اجالا — ثریا سے واپس یہ ایمان لایا
ترقی کناں سلسلہ دمبدم ہے — شیاطیں کے لشکر کو اس نے بھگایا
نہ پوری ہوئیں دشمنوں کی مرادیں — نہ ارماں کوئی بھی ان کا بر آیا
وہ نارِ عداوت میں جلتے رہے سب — ہمیں عید کا دن خدا نے دکھایا
مقدر بدلتے نہیں دیر لگتی — رلایا انہیں اور ہم کو ہنسایا
مسیحی نفس ہے یہ مُردوں کے حق میں — اسی نے ہے قُم کہہ کے ان کو جِلایا
پیاسے تڑپتے تھے جو مدتوں سے — انہیں آبِ عرفاں کا اس نے پلایا
علوم لدنی میں بے مثل ہے یہ — اسے خود خدا نے ہے قرآں سکھایا
کھڑے رہنے سے کام بنتا نہیں ہے — مبارک ہے وہ جس نے در کھٹکھٹایا

مبارک تجھے اے خدا کے خلیفہ — مبارک کہ مولیٰ نے یہ دن دکھایا
عدو ہو رہا ہے ذلیل اور رسوا — ترے سر پہ ہے ابرِ رحمت کا سایا
ملی اسکو دونوں جہانوں میں عزت — ترے در پہ جو گرتا پڑتا بھی آیا
ترے خاکِ پا ہم ہیں ناچیز و احقر — ترے حکم پر ہم نے سر ہے جھکایا
نگاہِ ترحم ہو اے جانِ عالم — ہے ارفع و اعلیٰ بہت تیرا پایا
عطا ہو دعاؤں سے ہم کو بھی حصہ — کہ ہیں طالبِ فضلِ ربّ البرایا

توجہ کے طالب ہیں ہم تیرے خادم
اگرچہ نہیں پاس اپنے ہدایا

(خاکسار محمد یعقوب طاہر مولوی فاضل)

بشارات رحمانیہ

مندرجہ بالا نام سے ایک نہایت ہی مفید اور بابرکت کتاب قریباً سوا چار سو صفحہ کی مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر مولوی فاضل نے حسب اجازت نظارت تالیف و تصنیف جوبلی خلافت کے لئے بطور تحفہ آسمانی شائع کی ہے۔ اس کتاب میں مبشر صاحب نے حتی الوسع جس قدر رؤیاء و کشوف وغیرہ اولیائے کرام مجاذیب اسلام و بزرگانِ دین کے درباره صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام و سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بڑی محنت اور تلاش سے جمع کر کے طالبانِ صداقت کے لئے آسانی پیدا کر دی ہے۔

میرے خیال میں یہ کتاب ہر ایک احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ اور صاحب وسعت احباب اس کو خرید کر ہدیتاً مثلاً شیانِ حق کو پیش کریں۔ تو انشاء اللہ صاحب قلب سلیم و سعید انسان اس سے مستفید ہو کر یقیناً صداقت مسیح موعود علیہ السلام و خلافت ثانیہ کے قائل ہو کر جلد از جلد رضا الٰہی کے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو کر نجات حاصل کریں گے۔ اور خدا کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

لکھائی۔ چھپائی کاغذ وغیرہ باوجود گرانی مصارف طبع کے حتی الامکان بہت عمدہ ہے۔ اور قیمت نہایت مناسب صرف عہ/ جو کتب خانہ قاسم العلوم اور مصنف صاحب سے مل سکتی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ ہے۔

دار الصناعت فٹ ویر

"تحریک جدید کا قائم کردہ کارخانہ بوٹ سازی یعنی "دار الصناعت فٹ ویر" اپنی سابقہ جگہ سے تبدیل ہو کر بر لب ریلوے روڈ مکان موسومہ لداخ ہوٗس واقعہ محلہ دار البرکات میں آگیا ہے"۔

خاکسار محمد عبد اللہ عفی عنہ منیجر دار الصناعت فٹ ویر

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)